2901

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 19۔ فروری 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

پانی کے مسائل پر عام بحث

2903

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،19۔فروری2010

(یوم الجمع،4۔ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 10بج کر 30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باالله من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ
دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾

سُوْرَۃُ الأحزَاب آیات 45تا47

اے پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے(45)اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن (46)اور مومنوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اُن کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے(47)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو
زمانے میں دُکھیوں کے تم چارہ گر ہو
مری شامِ غم کا ہو اب تو سویرا
ہو روشن سحر دور ہو کے اندھیرا
مجھے سخت رنج و الم نے ہے گھیرا
سوا آپ کے کون غم خوار میرا
نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو
سوالی ہوں میں دُور ہو تنگ حالی
بھریں خیر سے میرا دامن ہے خالی
ہے باب کرم آپ کا سب سے عالی
سدا تم نے منگتوں کی حالت سنبھالی
نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو
سوائے تمہارے میں کس در پہ جاؤں
کسے اپنے غم کی کہانی سناؤں
کہاں تک میں حسرت کے آنسو بہاؤں
کسے داغ سینے کے اپنے دکھاؤں
نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے، پھر کرتے جائیں ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی فورم کو ذاتی مسئلہ کے لئے استعمال کرنا

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں صبح صبح یہ بات اس لئے کرنا چاہتی ہوں کہ ہم یہاں اسمبلی میں لاکھوں، کروڑوں لوگوں کی نمائندگی کے لئے آتے ہیں، ان کے جذبات اور ان کے مطالبات کی زبان بن کر، اگر ہم اپنے اس فورم کو اپنے کسی ذاتی مسئلے کے لئے یا ذاتی رائے کے لئے استعمال کریں تو یہ غلط ہے۔ کل ہماری ایک بہن نے اپنے خاوند کو یہاں کھڑے ہو کر چار چار شادیوں کا مشورہ دیا۔

جناب والا! یہ ہر عورت کی demand ہے، ہر عورت کی خواہش ہے اور نہ ہی ہماری عورتیں آج اس حد تک ضرورت مند ہیں۔ وہ اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو سکتی ہیں، اپنا روزگار خود کما سکتی ہیں اور اپنا گھر خود چلا سکتی ہیں۔ انہیں کسی شادی شدہ مرد سے شادی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دو ہزار سال پرانی عورت اگر مجبور تھی اور شادی شدہ مرد اس کا رکھوالا بن سکتا تھا تو آج کی عورت اتنی مجبور نہیں ہے۔ اس میں میری یہ استدعا ہے کہ کوئی بھی خاتون ہو، خواہ میری اپنی بہن ہے، ہماری ہی پارٹی سے belong کرتی ہیں لیکن ہماری پارٹی کا یہ مؤقف ہے اور نہ ہی ہماری یہ زبان ہے۔ اگر اس کا اپنے خاوند کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے تو وہ اپنے گھر کے اندر اس کو discuss کر سکتی ہیں اور باقی خواتین بھی کر سکتی ہیں۔ یہ matter ان کا personal ہے، میرا نہیں خیال کہ یہ فورم ایک ایسا فورم تھا کہ وہ یہاں پر یہ بات کرتیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ ایک serious issue تھا، کل بھی اس کو مذاق میں ٹال دیا گیا۔ آج بھی بجائے اس کے کہ بزنس چلے اس serious issue کو ہنسی مذاق میں لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر تھی کہ 17 تاریخ سے لے کر 21 تاریخ تک میزائل کے تجربے کئے جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا کئے جائیں گے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میزائل کے تجربے کئے جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تجربات کو کامیاب کرے۔

جناب سپیکر: آمین۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: اس کے علاوہ مسجد میں جو خود کش حملہ ہوا ہے اس میں جانی نقصان بھی ہوا ہے اس پر بھی میں تعزیت کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم عورتوں کا سپیکر on نہیں کرتے۔ اب انہوں نے وہاں سے on کیا ہے تو پتہ چلا ہے This is wrong کہ خواتین کی آواز کو دبانے کی کوشش کی جائے اور میں جب بھی پوائنٹ آف آرڈر کے لئے اٹھتی ہوں جب تک یہ آپ کا کارندہ

سپیکر on نہیں کرتا یہ بند رہتا ہے I protest against this اور دوسری بات یہ ہے کہ میری بہن نے ابھی جو بات کی ہے یہ بات بالکل درست ہے کہ میڈیا نے وہ جو مسئلہ تھا اس کو بالکل الٹا پیش کیا۔ رات کو ARY ٹی وی کا میں نے پروگرام دیکھا جس میں تمام خواتین کے اوپر انہوں نے عائد کر دیا کہ تمام خواتین چاہتی ہیں کہ دوسری شادی ہو، ان کے خاوندوں کی دو شادیاں ہوں اور چار شادیاں ہوں یہ بہت غلط بات ہے۔ میں آپ کی وساطت سے میڈیا کو بھی کہتی ہوں کہ جو بات ہو اس کو اسی طرح سے پیش کرنا چاہئے، صرف ایک خاتون نے اس طرح کی بات کی نہ کہ ہم سب خواتین نے اس طرح کی بات کی۔ مہربانی فرما کر آپ میڈیا سے بات کریں کیونکہ اس طریقے کے ساتھ تو پورے پنجاب میں شور و غل مچ گیا کہ رات کو اتنے فون آئے "او باجی کتھے رشتہ دیکھنا اے کیہہ کرنا اے" میں تو حیران رہ گئی۔ انہوں نے کہا "سانوں سر نے اجازت دے دتی ہوئی اے" اور میرے علاقے میں جو جاہل لوگ ہیں وہ یہ سمجھے کہ شاید اسمبلی میں چار چار شادیوں کی قرارداد پاس ہو گئی ہے تو مہربانی فرمائیں اور آپ میڈیا سے بات کریں کہ وہ specific بات کیا کریں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں تو قرارداد پاس کرنے کی کسی کو ضرورت ہی نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہوں گی کہ ہمارے ایک بھائی اور معزز رکن میاں نصیر صاحب نے اس House میں کھڑے ہو کر یہ مطالبہ کیا کہ خواتین ہمیں دو دو شادیاں کرنے کی اجازت دیں۔ دیکھیں جس مرد نے شادی کرنی ہوتی ہے اس کو اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: یہ ضرورت ہوتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر معاشی crisis اتنا ہے کہ آپ ہمیں بجٹ میں سے باقاعدہ حصہ دیں۔ آپ بے زمین کسان عورتوں کو زمینیں دیں، آپ ہمیں ہنر مند بنانے کے لئے فنڈز دیں تاکہ ہم ان خواتین کو ہنر مند بنائیں اور وہ اپنا روزگار خود کما سکیں۔ اس قسم کی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے اور اگر ثمینہ خاور حیات ماں بن کر سوچتی کہ اس کی بیٹی کے میاں نے دوسری شادی کرنی ہے تو پھر میں سمجھتی کہ کیسے وہ بات کرتی ہے۔ پتا نہیں اس نے کس sense میں بات کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! کل کا جو واقعہ ہے جس طرح ابھی معزز رکن نے یہاں پر بات کی میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت قابل افسوس واقعہ اس لئے بن گیا کہ ایک female member کی ذاتی رائے کو میڈیا پر اس طرح سے interpret کیا گیا کہ جس طرح پوری پنجاب اسمبلی کی خواتین اس بات پر متفق ہیں کہ مردوں کو دوسری شادی کی اجازت ہونی چاہئے۔ ہمارے مذہب کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں ایک منٹ۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ دیکھیں میڈیا نے اپنے طور پر کچھ نہیں کیا۔ میڈیا کو آپ نے کہا آپ کا بیان، آپ کو جو کہنا تھا وہ انہوں نے پیش کیا ہے۔ یہ تو آپ کی اپنی غلطی یا جو بھی آپ سمجھیں۔ میرے خیال میں تمام میڈیا والے بھی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں والے ہیں تو ایسی چیزوں کو اچھالنا مناسب نہیں ہے۔ قانون جو ہے وہ اسلامی قانون ہے، شرعی قانون ہے اور اس کا سب کو پتا ہے۔ اس بات کو اچھالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب والا! میں عرض کر رہی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی یا ابھی کرنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! آپ بات کر رہے تھے تو میں خاموش ہو گئی تھی۔ میری صرف اتنی گزارش ہے اور ہمیں پتا ہے کہ ہمارے مذہب میں مردوں کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا مذہب نہیں، دین ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): بالکل۔ اس کے مطابق ہمیں چونکہ شرعاً ایک چیز کا پتا ہے اس لئے میرے خیال میں یہ بات کرنا کہ خواتین جو ہیں وہ چاہتی ہیں کہ وہ مردوں کو اجازت دے دیں۔ یہ بہت غلط بات تھی اس لئے آج ہم وقفہ سوالات سے قبل

پوائنٹ آف آرڈر پر اس بات کو clear کریں۔ اس ایوان کی تمام خواتین کی طرف سے اس خواہش کا اظہار نہیں تھا، یہ ان کی ذاتی رائے تھی اور اس کو ان کی ذاتی رائے ہی سمجھا جائے ۔ یہ impression نہ دیا جائے کہ پنجاب اسمبلی کی تمام خواتین اس میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ! جلدی جلدی بات کریں۔ آج کا ایجنڈا بھی میرے سامنے ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، بس میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں ۔مجھے صرف اس floor سے، میڈیا سے اور اپنے تمام ساتھیوں سے یہ request کرنی ہے ۔کل کا issue ایک انتہائی اہم issue تھا اور جو خواتین کا مسئلہ تھا وہ ایک lower middle class کی خواتین کا مسئلہ تھا اور ہمارے چند ممبران کی وجہ سے میڈیا نے اس کو کوئی اور رنگ دے دیا اور ہماری بات کا رخ بدل دیا۔ میں یہاں پر میڈیا اور اپنے colleagues سے بھی request کروں گی کہ خدا کے واسطے اس اہم issue پر بات کریں، اس کے لئے کچھ کریں تاکہ جو اس قسم کی خواتین ہیں ان کا مسئلہ حل ہو اور ہمیں بھی اس کا اجر ملے گا۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! مجھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اب ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہئے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! آپ نے دو عورتوں کو بات کرنے کی اجازت دی ہے، اب ایک مرد کو بھی اجازت دے دیں۔ میں نے اس مسئلے پر بات نہیں کرنی بلکہ میرا مسئلہ کوئی اور ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں آپ کی توجہ اور اس House کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل رچرڈ ہالبروک جو امریکہ کے نمائندہ کی حیثیت سے پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں انہوں نے کل ڈاکٹر عافیہ کے متعلق میڈیا سے بات کرتے ہوئے پاکستانی عوام کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ امریکی عدالتوں کا احترام کریں۔ مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آتی۔ میں آپ کے توسط سے اس

فورم سے امریکہ کی حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی پاکستانی عدالتوں کا احترام کرنا سیکھیں کیونکہ اگر وہ پاکستانی عدالتوں کا احترام کر رہے ہوتے اور ڈاکٹر عافیہ نے اگر کوئی جرم کیا ہے تو وہ پاکستان کی حکومت کو بتاتے کہ جناب! اس کا عدالت میں مقدمہ چلایا جائے تاکہ اس کا جرم ثابت ہو اور اس کے ساتھ ہی میں امریکہ کی حکومت کو۔۔۔

جناب سپیکر: جنہوں نے حوالے کیا ہے ان کا کیا کرنا چاہئے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ان کو condemn کرنا چاہئے، اگر کسی نے ان کے حوالے کیا ہے تو وہ غلط کیا ہے، میں اس کی حمایت نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کیا یہ ہمارا اختیار ہے؟ یہ تو Ministry of Foreign Affairs والوں کا کام ہے۔ ہمیں اپنے ایجنڈے پر چلنا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: سب سے پہلے تو میں محسن لغاری صاحب سے request کروں گا کہ جب میں بول رہا ہوں تو کم از کم میری بات ختم ہو لینے دیا کریں اس کے بعد اپنی بات کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ہم ان کا احترام کرتے ہیں، یہ جب بھی بولتے ہیں ہم نے ان کو کبھی interrupt نہیں کیا تو ان کو بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہ میری بات میں interrupt کریں۔ میں اپنے احساسات اور اس House کے احساسات وفاقی حکومت تک پہنچانا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے پہنچانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اور یہ میرا استحقاق ہے، یہ میرا right ہے، کوئی مجھے روک نہیں سکتا اور اگر یہ امریکہ کے حامی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ He is on a point of order.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اگر یہ امریکہ کے حامی ہیں تو بعد میں ٹائم لے کر اس سے متعلق بات کریں۔ ان کو تکلیف یہ ہوئی ہے کہ آپ نے جو مجھ سے سوال کیا کہ جنہوں نے حوالے کیا کیونکہ حوالے کرنے والے بھی یہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے یہ بات ہوئی ہے۔ مجھے بات مکمل کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آخری بات کہوں گا اور امریکہ کی حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ عدالتوں سے پہلے ملک کا اور ملک کی آزادی کا احترام کرنا سیکھیں اور جو ڈرون حملے کرتے ہیں تو کیا وہ پاکستان کی حکومت کا احترام کر رہے ہیں، کیا وہ پاکستان کی عوام کی خواہشات کا احترام کر رہے ہیں، کیا وہ پاکستان کی عدالتوں کا احترام کر رہے ہیں اور میری اتنی سی بات تھی؟ بہت مہربانی

جناب سپیکر: ابھی اتنی سی ہے تو بہت بڑی ہے۔ جی، لنگڑیال صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اخبار کی خبر تو بن سکتی ہے لیکن ---

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے لنگڑیال صاحب کو floor دیا ہے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل خواتین کے مسئلے کے متعلق جو کارروائی ہوئی تھی اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے تاکہ ابھی جو خواتین کا اعتراض تھا کم از کم اس سلسلے میں ان کی حق رسی ہو جائے گی۔ میں دوسری یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وقفہ سوالات ہے لیکن ہم اس وقفے میں دوسری باتیں کرتے ہیں۔ ہم یہاں پر جو ٹائم ضائع کرتے ہیں وہ وقفہ سوالات میں include نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ exclude کیسے کیا جا سکتا ہے؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: وقفہ سوالات کا ٹائم بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: No میں نے کہہ دیا تھا کہ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے تو پھر آپ وقفہ سوالات میں جو چاہیں، جتنا چاہیں کر لیں مجھے کیا ہے۔ آپ کا House ہے، آپ کا ٹائم ہے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! بہت اہمیت کے حامل سوالات ہوتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ پوائنٹ آف آرڈر نہ دیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ ادھر دیکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وقفہ سوالات ، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے دوران پوائنٹ آف آرڈر بند کروائیں۔ یہ تقریباً چار سو ممبران کا House ہے لیکن وقفہ سوالات ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ وقفہ سوالات میں ہمیشہ تین چار سوال تک ہی نہیں پہنچتے کہ ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایک اصول بنالیں کہ اگر کسی نے پوائنٹ آف آرڈر کرنا ہے تو وقفہ سوالات ، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے بعد کریں۔ یہ بہت اہم چیزیں ہیں لہٰذا ان کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہ دیں اس طرح تو سارا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

سوالات

(محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: میں اس بارے میں بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ وقفہ سوالات کے دوران آپ کو خود احساس ہونا چاہئے اور پوائنٹ آف آرڈر نہیں لینا چاہئے۔ جب وقفہ سوالات ختم ہو جائے تو میں آپ کو دس منٹ ضرور دوں گا لیکن اگر کسی صاحب نے وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر لیا اور وہ irrelevant ہوا تو پھر اس کا notice لینا میرا کام ہے۔ اب آپ اس بات پر متفق ہیں ؟ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گی کہ میں نے ڈیڑھ سال پہلے یہ سوال کیا تھا جس وقت غذائی بحران تھا اور پولٹری کی صنعت بھی سخت بحران کا شکار تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ نے اپنا سوال نمبر بول دیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 386 ہے اور میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولٹری انڈسٹری کو مطلوبہ مقدار میں گندم کی فراہمی

*386: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولٹری انڈسٹری کو ماہانہ تقریباً 45000 ٹن گندم کی ضرورت ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سردست گندم کے شدید بحران کے باعث گوداموں سے مطلوبہ مقدار کی گندم جاری نہیں کی جارہی ہے؟

(ج) کیا حکومت پولٹری انڈسٹری کو بحران سے بچانے کے لئے مطلوبہ مقدار میں گندم پولٹری انڈسٹری کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اس کے لئے کیا خصوصی اقدامات کئے جارہے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت پولٹری انڈسٹریز کے نمائندوں سے مشاورت کر کے اس مسئلہ کا کوئی بہترین حل تلاش کرنے کے لئے تیار ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر بروقت اس مسئلہ کو حل نہ کیا گیا تو شدید غذائی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا؟

(و) حکومت کی جانب سے اٹھائے جانے والے اقدامات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ بات درست نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ملک میں گندم کا کوئی بحران ہے اور نہ ہی گوداموں سے پولٹری کو گندم جاری کی جارہی ہے۔

(ج) اس وقت پولٹری انڈسٹری کو کوئی بحران نہیں ہے۔ پولٹری میں گندم کا استعمال بہت کم ہو چکا ہے اور مارکیٹ میں گندم ہر جگہ موجود ہے تاہم حکومت کسی بھی بحران کی صورت میں مناسب اقدامات کرے گی۔

(د) حکومت پولٹری انڈسٹری کے نمائندوں کے ساتھ ہمہ وقت رابطہ میں ہے اور پولٹری انڈسٹری کے مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہے۔

(ہ) مکئی کی تازہ فصل آجانے کی وجہ سے پولٹری انڈسٹری کا مسئلہ از خود حل ہو گیا ہے اور مستقبل میں کسی شدید غذائی بحران کا امکان نہیں ہے۔

(و) حکومت پولٹری انڈسٹری کے مسائل سے آگاہ ہے اور ہمہ وقت ان کے حل کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے اندر یہ انڈسٹری پروان چڑھ رہی ہے اور حال ہی میں برڈ فلو کا کنٹرول اس امر کا بین ثبوت ہے اور مزید برآں گزشتہ سالوں میں شادی کھانوں پر لگائی جانے والی پابندی اٹھ جانے کی وجہ سے پولٹری انڈسٹری دوبارہ ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے اور یہ اس قابل ہو گئی ہے کہ اب پولٹری پراڈکٹس برآمد کر کے خاطر خواہ زرمبادلہ کمایا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ بتادوں کہ میں نے یہ سوال آج سے ڈیڑھ سال پہلے کیا تھا جس وقت پولٹری کی انڈسٹری بحران سے گزر رہی تھی اور اس وقت غذائی بحران بھی تھا۔ بہر حال اس وقت انڈسٹری اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے جز(ہ) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر بروقت اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو شدید غذائی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا تو میں آپ کو موجودہ صورتحال بتانا چاہتی ہوں اور اس حوالے سے میرا ضمنی سوال بھی ہے کہ یہ غذائی بحران ایک دفعہ پھر آتا ہوا نظر آرہا ہے۔ نومبر میں مکئی کی فصل ٹھیک ہونے کی وجہ سے مکئی سستی فروخت ہوئی جس وجہ سے دوبارہ کسانوں نے اس کی کاشت کم کی۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سن لیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آپ relevant نہیں رہتیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں relevant ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، تجاویز نہ دیں۔ تجاویز اس وقت دینا جب ان کا ٹائم آئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: میں ضمنی سوال تو تب پوچھوں گی جب آپ کو بتاؤں گی کہ وجہ کیا ہے۔ جب میں تمہید نہیں باندھوں گی تو آپ کو کیسے پتا چلے گا؟

جناب سپیکر: آپ وجہ نہ پوچھیں وہ ہم پوچھ لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: اگر میں irrelevant ہوں تو میں باہر جانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر میرا سوال irrelevant نکلے تو جو مرضی مجھے سزا دیں میں حاضر ہوں۔ میں یہ وجہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ دوبارہ سے غذائی بحران آنے والا ہے۔ آج صبح میری پولٹری کے نمائندہ لوگوں سے بات ہوئی ہے، انہوں نے محکمے کو مکئی import کرنے کے لئے درخواست دی ہے لیکن ان کی اس درخواست کو تسلیم نہیں کیا جارہا ۔ مکئی کم کاشت ہونے کی وجہ سے ہزار روپے من تک فروخت ہو گی، انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں بر وقت 25 فیصد باہر سے import کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اب آپ کا سوال نہیں آئے گا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اس طرح اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی فرمائیں اور ضمنی سوال کریں۔ آپ تو تقریر شروع کر دیتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں relevant بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مکئی import کرنے کے لئے جو درخواست کی ہے اس پر انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے، کیا ان کو اجازت دے رہے ہیں یا نہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk. جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس سوال میں یہ بات کی گئی ہے کہ غذائی بحران ہے اور گندم کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ جز (ب) میں کہا گیا

ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ سردست گندم کے شدید بحران کے باعث گوداموں سے مطلوبہ مقدار کی گندم کی فراہمی نہیں کی جاتی۔" میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس surplus گندم ہے۔ہم نے اس سال 58 لاکھ ٹن گندم procure کی۔اس وقت بھی ہمارے گوداموں میں 41 لاکھ ٹن گندم پڑی ہے۔جہاں تک پولٹری فیڈ کی بات کی گئی ہے تو پولٹری فیڈ میں گندم استعمال نہیں ہو رہی چونکہ وہ مہنگی پڑتی ہے اور ویسے بھی پولٹری والوں نے بتایا ہے کہ وہ مناسب نہیں ہے۔پچھلے سال مکئی کی پیداوار 30 لاکھ ٹن تھی اور اس سال 40 لاکھ ٹن پیداوار ہے۔فیڈ کے لئے مکئی استعمال نہیں ہوتی بلکہ مکئی اور چاول کا ٹوٹا استعمال ہوتا ہے اس کے علاوہ ہماری زرعی اجناس کے residuary استعمال ہوتے ہیں plus اس میں 40 فیصد دوسرے ingredients ہیں جن میں کیلشیم، فاسفورس اور نمکیات استعمال ہوتی ہیں اور 60 فیصد مکئی اور چاول کا ٹوٹا استعمال ہوتا ہے اس لئے کوئی غذائی بحران نہیں ہے اور کسی کو کوئی شکایت بھی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر محترم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس دفعہ مکئی کی فصل کم کاشت ہوئی ہے اور مکئی کا بحران آنے والا ہے۔پولٹری کی صنعت ترقی کر گئی ہے، اس میں زیادہ پیداوار ہو رہی ہے تو اس صورت میں اس غذائی بحران کو کیسے ختم کریں گے، کیا آپ پولٹری کے نمائندوں کو import کرنے کی اجازت دینے لگے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جب بحران ہی نہیں ہے تو پھر یہ ان کو اجازت بھی نہیں دیں گے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال مکئی کی پیداوار بڑھی ہے۔اس سال مکئی کی پیداوار 10 فیصد بڑھی ہے۔اس طرح پولٹری کا growth rate 5 percent ہے جبکہ مکئی کی پیداوار 10 فیصد بڑھ رہی ہے اس کے علاوہ گندم بھی surplus ہے، چاول بھی surplus ہے۔چاول کا ٹوٹا پولٹری کی فیڈ میں استعمال ہوتا ہے۔یہ صرف مکئی سے نہیں بنتی، اس میں اور بھی ingredients ہیں، ان میں نمکیات، کیلشیم، پروٹین اور وٹامن شامل ہیں۔ان سب سے مل کر پولٹری کی فیڈ بنتی ہے۔ایک چیز سے پولٹری کی فیڈ نہیں بنتی۔اس میں تمام elements شامل ہیں اور وہ سب کے سب موجود ہیں۔ان کا کوئی بحران نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پولٹری کی پیداوار پہلے سے بڑھ گئی ہے تو کیا اس حساب سے مکئی کی پیداوار بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ بات انھوں نے تین دفعہ بتائی ہے کہ مکئی کی پیداوار بڑھی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہ میری بات کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ چینی کا بحران کیوں آیا اس لئے کہ بروقت اس کی import نہیں ہو سکی؟

جناب سپیکر: یہ سوال چینی کے بارے میں نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو مثال دے رہی ہوں۔ اگر آج پھر بروقت مکئی نہیں منگوائیں گے تو بحران پیدا ہوگا اور پولٹری انڈسٹری بربادی کی طرف جائے گی۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مکئی کی پیداوار 08-2007 میں 3 ملین ٹن تھی اور سال 09-2008 میں 4.04 ملین ٹن، یعنی چالیس ہزار ٹن مکئی کی پیداوار ہوئی ہے۔ پیداوار اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے تو پھر کس طرح اس کا بحران آسکتا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ غلط اعداد و شمار ہیں، مکئی کی پیداوار پہلے سے کئی گنا کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی یہ بات کیسے مان لوں؟ منسٹر انچارج کہہ رہے ہیں کہ مکئی کی پیداوار بڑھی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری پولٹری کے نمائندوں کے ساتھ بات ہوئی ہے، میرے پاس facts & figures موجود ہیں لیکن آپ میری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ irrelevant ہے، تشریف رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (د) میں پوچھا گیا ہے کہ "حکومت کی جانب سے اٹھائے جانے والے اقدامات سے ایوان کو مطلع کیا جائے" اس کے جواب میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آرہی کہ جس سے ایوان کو کوئی information ملے۔ دوسرا وزیر صاحب نے کہا ہے کہ "حکومت پولٹری

انڈسٹری کے مسائل سے آگاہ ہے" تو وزیر صاحب اس بات کی وضاحت کر دیں کہ اس وقت پولٹری انڈسٹری کو کون سے مسائل درپیش ہیں؟ تھوڑا تفصیل میں بتادیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے مسائل کے بارے میں تقریباً سارا بتا تو دیا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان پولٹری فارمز ایسوسی ایشن بنی ہوئی ہے۔ ہم ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ میٹنگ کرتے ہیں۔ انھوں نے ایک کانفرنس منعقد کی تھی میں بذات خود وہاں گیا تھا۔ ان کے مسائل سے ہم well aware ہیں اور وہ اپنے مسائل ہمارے ساتھ share کرتے ہیں اور اس حوالے سے قانون میں تھوڑی سی ترمیم تجویز کی جارہی ہے۔ پہلے مرغی خانے قریب قریب اور اکٹھے بن رہے ہیں۔ ان کا یہ مطالبہ ہے کہ یہ مرغی خانے فاصلے پر بنائے جائیں۔ کم از کم ایک کلومیٹر کے فاصلے پر بنائے جائیں۔ اس کے علاوہ وہ چاہتے ہیں کہ مرغیوں کی خوراک کی sampling کی جائے۔ تیسرا پرندوں کو چونکہ antibiotics دی جاتی ہیں تو اس وجہ سے جب ان کو antibiotic medicines دی جائیں تو پھر تین چار دن تک پولٹری کو استعمال نہ کیا جائے تاکہ وہ انسانی صحت پر اثر انداز نہ ہو۔ صرف چند مسائل ہیں اور ہم ان کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ ماشاءاللہ اس وقت پولٹری کی انڈسٹری بہت ترقی پر ہے۔ مجموعی طور پر 70 فیصد پولٹری پنجاب میں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پولٹری انڈسٹری کو کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہے کہ جس کو حل نہ کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی بتادوں کہ ہمارے پاس تحقیقی ادارے ہیں۔ ایک پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں کام کر رہا ہے۔ اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو کہ پولٹری ایسوسی ایشن کے ساتھ رابطے میں ہے اور ان کی طرف سے جن مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے اسے فوراً حل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! چکوال میں پولٹری فارم بہت زیادہ ہیں، دس دس قدم پر فارم بنے ہوئے ہیں۔ وہاں پر کسی کے لئے کوئی سسٹم نہیں ہے۔ جب رہائشی علاقوں میں پولٹری فارم بنائے

جاتے ہیں تو ان کی feeding سے انتہائی شدید قسم کی بو پھیلتی ہے تو کیا حکومت کے پاس کوئی ایسا سسٹم ہے کہ Poultry industrialists کو کوئی centralized قسم کی ٹریننگ دی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ٹریننگ کے لئے ادارے موجود ہیں، پہلے ہی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ یہاں پر پولٹری فارمز کی تعداد چوبیس ہزار ہے۔ ان کی بیماریوں کے لئے بھی باقاعدہ ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ دوسرا آپ نے یہ کہا کہ یہ پولٹری فارمز قریب ہیں یا شہروں کے پاس ہیں۔ ان پولٹری فارمز کو registered کرنے کا پہلے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ اب اس کو قانونی شکل دی جا رہی ہے۔ ایک draft تیار کیا جا رہا ہے اور قانون میں یہ چیزیں شامل کی جا رہی ہیں تاکہ ان کو regularized کیا جا سکے۔ ہم پولٹری ایسوسی ایشن کے ساتھ بیٹھ کر ایک نیا draft تیار کر رہے ہیں، قانون سازی کے لئے draft تیار کر رہے ہیں جو کہ جلد ہی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ پولٹری انڈسٹری نے ترقی کی ہے۔ اس وقت ایک چوزہ -/35 روپے میں مل رہا ہے جبکہ پہلے یہی چوزہ -/2 روپے میں ملتا تھا تو یہ چوزے کی اتنی زیادہ قیمت کیوں ہے؟

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): محترمہ! اب تو یہ -/70/-/60 روپے کا ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اب یہاں سے -/70 روپے کی بھی آواز آ رہی ہے تو آخر یہ چوزہ اتنا مہنگا کیوں ہے؟ یہ انڈے سے ہی نکلا ہے ناں۔ وزیر صاحب ذرا مجھے اس کی وضاحت کر دیں کہ چوزہ اتنا مہنگا کیوں ہے، اگر چوزہ ہی اتنا مہنگا ملے گا تو باقی پولٹری کی قیمت کیا ہو گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے چوزوں کی پیداوار 386 ملین ہے۔ ان کے لئے باقاعدہ vaccination کا انتظام کیا گیا ہے، ان کی بیماریوں کی باقاعدہ vaccination کی جا رہی ہے۔ راولپنڈی میں ہمارا ایک international سطح کا ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے۔ وہاں پر لیبارٹری ہے اور وہ لیبارٹری بھی international سطح کی ہے۔ ایک اسلام آباد میں نیشنل لیبارٹری ہے وہاں سے vaccination

بروقت فراہم کی جا رہی ہے۔اس وجہ سے برڈ فلو جو کہ سب سے خطرناک بیماری تھی ختم ہو گئی ہے۔ آج پاکستان برڈ فلوfree country ہے۔اب ملک میں کوئی برڈ فلو نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے تو یہ ساری باتیں نہیں پوچھیں، میں نے تو چوزے کی قیمت کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: وہ چوزے کی قیمت کا پوچھ رہی ہیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! باہر international سطح پر پولٹری فارم میں -/70سے -/75روپے فی کلو گرام cost پڑتی ہے چونکہ یہاں پاکستان میں cost of production زیادہ ہے اور باہر کے ممالک میں cost of production کم ہے۔ پاکستان میں اب -/30سے -/40روپے فی چوزہ قیمت ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے ایک کلو کے چوزے کی قیمت نہیں پوچھی۔ ایک دن کا چوزہ ایک کلو کا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: سمجھنے کی کوشش کریں۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ چوزے کی کیا قیمت ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چوزے کی قیمت -/30,-/25اور -/40روپے تک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر1066، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال میں ڈیری سیکٹر میں اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل

*1066: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب ضلع خانیوال جو ڈیری سیکٹر میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے، میں ڈیری اینڈ لائیو سٹاک کی ڈویلپمنٹ کے لئے مالی سال 09-2008 میں خصوصی رقم مختص کرنے اور خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سیکٹر کو فروغ دینے کے لئے مناسب سبسڈی دینے پر بھی غور کر رہی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ سیکٹر میں اہمیت کی وجہ سے کیا حکومت خانیوال میں جدید تحقیق کے لئے کوئی ریسرچ سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی ہاں! ضلع خانیوال میں 3 ذیلی مراکز کبیر والا، کچا کھوہ اور جہانیاں ساہیوال گائے پال حضرات کو سبسڈی کی مد میں درج ذیل سہولیات فراہم کر رہے ہیں:

مفت تخم ریزی کی سہولت، متعدی بیماریوں کے خلاف مفت حفاظتی ٹیکہ جات، بچھڑوں کے لئے مفت کرم کش ادویات کی فراہمی، سانڈ بچھڑوں کی مناسب قیمت پر خرید، ہر سال دودھ اور خوبصورتی کے مقابلے جیتنے والے جانوروں کے مالکان کے لئے نقد انعامات اور ڈیری فارمنگ کے لئے مفت مشاورت۔

(ج) جی ہاں! ریسرچ سنٹر اور کالف ریئرنگ سنٹر جہانگیر آباد میں سال 09۔2008 سے ریسرچ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ "ضلع خانیوال کو درج ذیل سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔" وزیر صاحب بتائیں کہ کیا وہ یہ سہولیات ضلع راولپنڈی کو بھی فراہم کر رہے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال دہرا دیں کیونکہ میں سن نہیں سکا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی طور پر 50 کروڑ روپے dewarming, vaccination and feed کے لئے فراہم کئے ہیں جس کی میرے پاس تمام اضلاع کی لسٹ موجود ہے۔ راولپنڈی کے لئے ایک کروڑ 50 لاکھ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں یہاں لکھا ہے کہ "ساہیوال گائے پال حضرات کو subsidy کی مد میں درج ذیل سہولیات دی جاتی ہیں۔" میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ سانڈ اور بچھڑوں کی خرید پر مارکیٹ کے مقابلے میں کتنے percent subsidy دی جاتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے 18 کروڑ روپے سے ایک Project RCCSC شروع کیا ہے اس میں خانیوال اور ساہیوال بھی شامل ہے اس project کے تحت ساہیوال نسل کے بچھڑوں کی پرورش کر کے مادہ breeding کے لئے اپنے پاس رکھتے ہیں اور farmer کو مادہ نہیں دیتے ان کے بچھڑے بلکہ -/25 روپے کلو کے rate پر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے باقاعدہ farms ہیں جہانگیر آباد، قادر آباد، جھنگ اور خانیوال میں ایک ایک farm ہے جن کا بجٹ مخصوص ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یقیناً پورے پنجاب میں dairy and livestock کے حوالے سے خانیوال ایک ideal location رکھتا ہے۔ جز (الف) میں یہی پوچھا گیا ہے کہ "مالی سال 09-2008 میں کتنی خصوصی رقم مختص کی گئی تھی" اور اس میں یہ بھی پوچھا گیا ہے کہ "کیا حکومت خصوصی اقدامات

اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟" جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "جی ہاں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف ایک تو خصوصی اقدامات بتا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ 09-2008 میں خانیوال میں اس sector کے لئے کتنی amount رکھی گئی تھی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بتایا ہے کہ خانیوال میں vaccination and de warming کے لئے 8 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں دوسرا یہ کہ خانیوال میں ایک کروڑ 40 لاکھ روپے سے وہاں پر development کا کام ہو رہا ہے، development یہ ہے کہ وہاں پر farm کی عمارت اور چار دیواری بنی ہے وہاں پر تین ریسرچ سنٹرز جہانیاں، کبیر والا اور کچا کھوہ ہیں، وہاں پر یہ رقوم خرچ کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: Next question جناب طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On his behalf, question No.1436 (معزز ممبر نے چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

پی پی۔125 میں شفاخانہ حیوانات کی تفصیلات

*1436: **چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں کتنے شفاخانہ حیوانات ہیں اور ان میں سے کتنے فعال اور کتنے غیر فعال ہیں؟

(ب) ہندل یونین کونسل میں پڑتانوالی گاؤں میں شفاخانہ حیوانات کتنے سال سے موجود ہے اور وہاں پر عملہ موجود ہے یا نہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں 2 شفاخانہ حیوانات بمقام ویریو، راجہ ہرپال اور ایک عدد ویٹرنری ڈسپنسری پرتانوالی کام کر رہے ہیں ان میں کوئی شفاخانہ حیوانات غیر فعال نہ ہے۔

(ب) ہندل یونین کونسل پرتانوالی گاؤں میں شفاخانہ حیوانات 1992 سے کام کر رہا ہے اور وہاں پر عملہ موجود ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ "پڑتانوالی گاؤں میں شفاخانہ حیوانات 1992 سے کام کر رہا ہے اور وہاں پر عملہ بھی موجود ہے۔" وزیر موصوف وہاں پر کام کرنے والے عملے کی تفصیل بتا دیں کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹر اور کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وہاں پر ایک Veterinary Assistant ہے اور ایک technician ہے اور وہاں پر جو ڈاکٹر ہیں ان کا نام جاوید ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بس چھوڑ دیں۔ جی، شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! Question No. 1562

پی پی-4، تحصیل گوجر خان میں ویٹرنری ہسپتالوں و سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1562: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-4 تحصیل گوجر خان میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور کتنے ویٹرنری سنٹرز ہیں، نیز ان میں کتنے فنکشنل اور کتنے نان فنکشنل ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی-4 تحصیل گوجر خان کے ویٹرنری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں و دیگر عملہ کی تفصیل کیا ہے، نیز اگر مذکورہ ہسپتالوں / سنٹروں میں عملہ کی تعداد کم ہے تو کب تک اس کو پورا کرنے کا ارادہ ہے؟

(ج) تحصیل گوجر خان کے ہسپتالوں / سنٹروں میں ویٹرنری ریسرچ کا کوئی شعبہ ہے اور اگر ہے تو کیا ان میں نئی نسل کے جانور متعارف کرائے گئے ہیں اگر ہاں تو ان کی قسمیں بیان فرمائیں؟

(د) کیا حلقہ پی پی-4 تحصیل گوجر خان میں نئے ویٹرنری ہسپتال / سنٹرز بنانے کا کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی-4 تحصیل گوجر خان راولپنڈی میں 2 ویٹرنری ہسپتال 6 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 10 ویٹرنری سنٹرز ہیں جن میں سے تمام ہسپتال ڈسپنسریاں اور ویٹرنری سنٹرز فنکشنل ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی-4 میں 4 ویٹرنری آفیسرز 16 ویٹرنری اسسٹنٹ، 3 اے آئی ٹیکنیشن، 5 واٹر کیریئر، 5 سینٹری ورکرز اور 3 چوکیدار تعینات ہیں حکومت پنجاب خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں میں ریسرچ کا کوئی شعبہ نہ ہے۔

(د) حلقہ پی پی-4 میں رواں مالی سال کے دوران 5 ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم کرنے کا معاملہ زیر غور ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اپنے سوال کے جز (د) میں میں نے پوچھا تھا کہ "پی پی-4 گوجر خان میں نئے Veterinary Hospital یا سنٹر بنانے کا کوئی پروگرام ہے؟ جواب میں آیا ہے کہ پانچ Veterinary Dispensaries قائم کرنے کا معاملہ زیر غور ہے"، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ کب سے زیر غور ہے؟ اگر وزیر موصوف اس کا جواب دے دیں گے تو پھر میں اس پر آگے ضمنی سوال کروں گا۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارا ایک پروگرام Veterinary Support Service ہے جس کے تین phase ہیں، ہم نے اس کے تحت پانچ Veterinary Dispensaries قائم کرنی ہیں۔ شوکت عزیز بھٹی کے حلقہ میں کریالہ، رامہ، جڑ موڑ کلاں، جھنگل اور سانگ میں ایک ایک ڈسپنسری ہے، یہ اس سال کے ADP میں شامل ہیں۔ پہلے ایک ڈسپنسری کا estimate 8 lac روپے تھا اب وہ 15 لاکھ روپے ہو گیا ہے، یہ اس سال کے منصوبے میں شامل ہیں اور انشاءاللہ جون تک بن جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، very good، بھٹی صاحب! Next supplementary question

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جن ڈسپنسریوں کے نام لئے ہیں یہ محکمے سے ان کی inspection کرا لیں کیونکہ ان ڈسپنسریوں کی construction کا کوئی حال ہی نہیں ہے وہ بالکل ٹوٹی پھوٹی پڑی ہیں، صرف اس کا bore check کروالیں، Specification of water bore on papers are 6 inches. اوپر 5 فٹ ہے اس کے بعد پھر اس نے 3 انچ کا پائپ لگایا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے معاملات ہیں۔ میری تحصیل کی 33 Veterinary Dispensaries کا کیس ان کے department میں پچھلے دو سال سے صرف fluctuation of rates کی وجہ سے آیا ہوا ہے اور گزشتہ دو سال میں اس کی ابھی تک re-approval نہیں مل سکی تاکہ وہ کام شروع ہو سکے جبکہ وہاں پر fund بھی پڑا ہوا ہے۔ میں نے وزیر موصوف سے اسی لئے پوچھا ہے کہ یہ کب سے زیر غور ہے اور اس حکومت کے دورانیے میں اس کے chances ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر راجہ صاحب کہتے ہیں تو انھوں نے جو نشاندہی کی ہے اس کی فوری طور پر انکوائری کروا لیتے ہیں۔ میں DLO کو کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ جا کر دیکھ لیں اور جہاں یہ مطمئن ہوں گے تو ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ اگر کام ٹھیک نہیں ہو گا تو ان کے خلاف یقینی طور پر کارروائی ہو گی کیونکہ ہم اپنے قومی خزانے کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ جہاں تک ڈویلپمنٹ کی بات ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ project ہے بلکہ باقاعدہ لائیو سٹاک کا ایک Support Programme چل رہا ہے۔ اس کے تحت ان کے تین فیز تھے، ایک فیز ختم ہو گیا ہے دوسرے فیز میں یہ ہسپتال اور ڈسپنسریاں آئی ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں نے محکمے سے تفصیل سے بات کی ہے۔ مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ اس سال جون تک یہ ڈسپنسریاں مکمل ہو جائیں گی، ان کی تعمیر شروع کر دی جائے گی، اگر تعمیر میں کوئی خرابی ہے تو راجہ صاحب ہمیں بتائیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ٹینڈر ہوئے، فنڈ allocate ہوا، rates کی fluctuation کی وجہ سے کیس re-approval کے لئے Ministry میں آیا ہوا ہے جو ابھی تک واپس نہیں جا سکا۔ میں نئے پروگرام کی بات نہیں کر رہا۔ میں دو سال پہلے ہونے والے ٹینڈر کی بات کر رہا ہوں جو ابھی تک نہیں ہو سکا۔ اس پر وزیر موصوف بتا دیں کہ دس پندرہ دنوں میں کیس واپس جائے گا تو شاید یہ جون تک دوبارہ شروع ہو جائیں۔ یہ پانچ نہیں غالباً تینتیس ڈسپنسریوں کا کیس ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے۔ ڈویلپمنٹ کے لئے شیڈول ریٹ مقرر ہوتے ہیں۔ جب مہنگائی بڑھتی ہے تو شیڈول ریٹ تبدیل ہو جاتے ہیں اور باقاعدہ ایک سسٹم کے تحت ریٹ بڑھائے جاتے ہیں۔ پہلے 8 لاکھ روپیہ ریٹ تھا اور اب 15 لاکھ روپیہ فی ڈسپنسری کا ہو گیا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ 15 لاکھ روپے کا PC-I مکمل ہو چکا ہے۔ اس پر جلد ٹینڈر کا کام شروع ہو گا اور انشاء اللہ اس سال یہ تعمیر ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انھوں نے جز (الف) میں ہسپتالوں، ڈسپنسریوں اور ویٹرنری سنٹروں کا بتایا ہے کہ یہ functional ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح میڈیکل ڈسپنسروں کو میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت ہوتی ہے کیا ویٹرنری اسسٹنٹس کو بھی میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میڈیکل سٹور نہیں کھولے جا سکتے کیونکہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ ان کو حکومت نے سرکاری سہولیات دی ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے انھیں treat کرنا ہوتا ہے۔ میرے پاس ضلع راولپنڈی کی تمام ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی فہرست موجود ہے اور عملہ تعینات ہے۔ انھوں نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دینی ہے اس لئے انھیں میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! نئی ڈسپنسریاں کھولنے کا criteria کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک ویٹرنری ڈسپنسری کھل سکتی ہے، ڈسپنسری کے لئے جو عملہ تعینات ہوتا ہے اس میں ایک ویٹرنری اسسٹنٹ، ایک ٹیکنیشن اور دو درجہ چہارم کے ملازم ہوتے ہیں۔ اگر زمین مل جائے اور وہ criteria پر پوری اترتی ہو مثال کے طور پر وہاں جانوروں کی تعداد دیکھی جاتی ہے اور requirement دیکھی جاتی ہے، محکمہ اس کی feasibility بناتا ہے تو ہر یونین کونسل کی سطح پر Support Service Programme کے تحت ڈسپنسریاں بنائی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جو دیہی علاقہ جات criteria پر پورے اترتے ہیں لیکن وہاں ویٹرنری ڈسپنسریاں نہیں بنائی جاتیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس کی نشاندہی آپ کو کرنا پڑے گی۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ نشاندہی کر دیں تو ڈسپنسری بن جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نشاندہی کر دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، House میں یہ decide ہو گیا ہے کہ ضلع چکوال کے علاقہ جات جو criteria پر پورا اترتے ہیں میں ان کی تحریری نشاندہی کروں گی تو منسٹر صاحب وہاں پر ڈسپنسریاں بنوا دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! چکوال کی طرح ساہیوال کے لئے بھی کر دیں بلکہ جو علاقہ criteria پر پورا اترے اس کے لئے بھی کر دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! on her behalf Question. No 1587(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نرگس پروین اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع ملتان میں ویٹرنری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1587: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریاں کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ مراکزوار بتائیں؟

(ج) ان اداروں کے سال2006-07 اور2007-08 کے اخراجات بیان کریں ان میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور عہدہ وار بتائیں؟

(د) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں 14ویٹرنری ہسپتال 23ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 44ویٹرنری سنٹرز ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں کل 22ویٹرنری آفیسرز اور دیگر عملہ تعینات ہے ان کے نام گریڈ، عہدہ و مراکزوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں کے سال2006۔07 میں تنخواہوں پر26.309 ملین روپے اور متفرق اخراجات2.62 ملین روپے ہیں جبکہ2007۔08 میں تنخواہوں پر27.676 ملین روپے اور متفرق اخراجات 0.545 ملین روپے ہیں۔ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً436 جانوروں کا علاج و معالجہ کیا جاتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہے کہ خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔میں نے ایوان کی میز سے یہ تفصیل لی ہے اور اس میں جز(ج) اور جز(د) کی تفصیل دی گئی

ہے۔اس میں تو خالی اسامیوں کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ کتنی ہیں اور کہاں ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب جواب دیا نہیں گیا تو لکھا کیوں ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس بات کا منسٹر صاحب جواب دیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس تفصیل موجود ہے، میرے پاس پورے ملتان ضلع کی فہرست موجود ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے خالی اسامیوں کے متعلق پوچھا ہے کیونکہ یہ appoint کئے ہوئے بندوں کی تفصیل ہے لیکن خالی اسامیوں کے متعلق نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر: کیا کوئی اسامی خالی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں خالی اسامیوں کی فہرست موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے تصدیق کر لی ہے، وہاں کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔ میرے پاس مکمل تفصیل موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگلا سوال نمبر 1588 ہے۔

جناب سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب کا ضمنی سوال ہے۔ لغاری صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں، میں ابھی اُس نمبر پر نہیں آیا۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ نے جو فارم بنائے ہیں تو کیا یہ نجی فارموں کو بھی کوئی ترغیب دے رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا فرما رہے ہیں؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! اگر کوئی ڈیری ڈویلپمنٹ کے نجی فارم بنانا چاہے تو یہ اُس میں کیا مدد کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا یہ اسی سوال سے متعلقہ ہے؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جی، اسی سوال سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: کون سے جز کا پوچھ رہے ہیں؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں، انہوں نے گائیں پال رکھی ہیں جس کی انہوں نے تفصیل بھی بتائی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بندہ نجی فارم بنانا چاہے تو اُس کے متعلق ان کا کیا خیال ہے، وضاحت فرما دیں؟ (شور و غل)

جناب سپیکر: لنگڑیال صاحب! ہمیں سمجھ ہی نہیں آئی، مجھے سمجھ آئی ہے اور نہ میرے خیال میں منسٹر صاحب کو سمجھ آئی ہے۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! ان کے سرکاری فارم تو بنے ہوئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ public کے لئے کیا کر سکتے ہیں مثلاً اگر کوئی نجی فارم بنانا چاہیں تو منسٹر صاحب ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر کوئی پرائیویٹ فارم بنانا چاہے تو ہم اس کے لئے کیا کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پرائیویٹ فارم بنانے کے لئے محکمہ اُس کی فنی رہنمائی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ صرف assist کر سکتا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):اس کے علاوہ اگر اُن کو بچھڑوں کی ضرورت ہو گی تو آدھی قیمت پر وہ بچھڑے جو نَر ہوتے ہیں وہ دیئے جا سکتے ہیں۔ ادویات اور treatment کے لئے محکمہ کچھ نہیں کر سکتا لیکن فنی رہنمائی دے سکتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے سوالوں کی باری ہی نہیں آتی؟

جناب سپیکر: جی، کیا فرما رہی ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! ہمارے سوالات کی باری ہی نہیں آتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آجاسم شریف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں منسٹر صاحب سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں ہمارا جو ویٹرنری ہسپتال ہے---

جناب سپیکر: آجاسم صاحب! .You are part of the Government کوئی اور صاحب ضمنی سوال کرنا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں۔ جناب سپیکر! اگلا سوال take up کریں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اُن کے ایماء پر سوال نمبر 1588۔ (معزز رکن نے محترمہ نرگس پروین اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1588: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور کب اور کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اب اس فارم کا کتنا رقبہ ہے اور کتنا کن کن افراد کے پاس لیز/پٹا پر ہے اور کتنے رقبہ پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) اس فارم کی 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں، اس فارم پر کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں، ان کی تعداد بتائیں؟

(د) یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنے جانور اس فارم کے فروخت کئے گئے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، فاضل پور ضلع راجن پور 73-1972 میں قائم کیا گیا اور فارم کا کل رقبہ 3501 ایکڑ ہے۔

(ب) اس فارم کا رقبہ 3501 ایکڑ پر مشتمل ہے اس میں سے 1103 ایکڑ رقبہ 98 افراد کو پٹا پر دیا گیا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اور یہ پٹا داران موروثی چلے آرہے ہیں اور اس وقت 77 افراد نے تقریباً 402 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ج) اس فارم کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن	اخراجات
2006-07	65.21 لاکھ روپے	167.63 لاکھ روپے

2007-08 76.38لاکھ روپے 200.15لاکھ روپے

اس وقت فارم ہذا پر ساہیوال نسل کے جانور اور بیتل نسل کی بکریاں رکھی ہوئی ہیں جن میں ساہیوال نسل کے جانوروں کی تعداد 501 اور بیتل نسل کی بکریوں کی تعداد 289 ہے۔

(د) اس فارم پر یکم جنوری 2006 سے آج تک ساہیوال نسل کے 222 جانور اور بیتل نسل کے 100 جانور فروخت ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سوال کے جواب جز (الف) میں لکھا ہے کہ "گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور 73-1972 میں قائم کیا گیا اور فارم کا کل رقبہ 3501 ایکڑ ہے۔" جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ اس میں سے 1103 ایکڑ رقبہ 98 افراد کو پٹا پر دیا گیا ہے جس کی تفصیل بھی آگئی ہے، پھر آگے لکھا ہوا ہے کہ "یہ پٹا داران موروثی چلے آرہے ہیں اور اس وقت 77 افراد نے تقریباً 402 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے جس کی تفصیل بھی آگئی ہے۔" 1988 سے یہ قبضے ہیں جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ اگلے جز میں انہوں نے جو جواب دیا ہے اُس میں بڑی مزیدار بات ہے کہ اس ساڑھے تین ہزار ایکڑ زمین کی آمدنی 65 لاکھ ہے جس کا خرچہ 167 لاکھ ہے" یعنی اس کو 102 لاکھ روپے کا خسارہ ہے۔ پھر 08-2007 میں اس فارم کی آمدنی 76 لاکھ اور خرچہ 200 لاکھ ہے یعنی سوا کروڑ روپے کا خسارہ ہو رہا ہے۔ جز (د) میں جواب دیتے ہیں کہ "اس فارم پر یکم جنوری 2006 سے آج تک ساہیوال نسل کے 222 جانور اور بیتل نسل کے 100 جانور فروخت ہوئے ہیں۔" میرے خیال میں ان کو جتنی آمدنی ہوئی ہے وہ ان جانوروں کی قیمت سے ہی پوری ہو گئی ہوئی ہے۔ یہ ساڑھے تین ہزار ایکڑ کس مصرف میں آرہی ہے، اس پر حکومت کو اتنا نقصان کیوں ہے اور اس کا استعمال کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: میں آپ کو اس کا جواب دیتا ہوں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ان کو جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بتانا چاہتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جی، میں انہیں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، بتائیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آمدنی اور خرچے کا گوشوارہ میرے پاس موجود ہے جو میں لغاری صاحب کو دے دوں گا لیکن بات یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں تجرباتی فارم ہوتے ہیں ان پر آمدنی اور اخراجات نہیں ہوتے کیونکہ وہاں پر ریسرچ کی جاتی ہے۔ ریسرچ اور جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے عملہ تعینات ہوتا ہے جس کے لئے تنخواہیں ہوتی ہیں۔ باقی جو actual income زرعی زمین سے ہوتی ہے یا دودھ بیچنے سے ہوتی ہے اُس کی ساری تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ مزید میں انہیں یہ بتاتا ہوں کہ یہ فارم ریسرچ فارم ہیں نہ کہ کمرشل ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں جو 1103 ایکڑ زمین پٹا پر دی گئی ہے پھر اُس کی آمدنی کی تفصیل بتادیں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 77 لوگوں کا ان کو پتا ہے کہ وہ ناجائز قابضین ہیں اور 1988 والے قابضین کی لسٹ بھی موجود ہے تو اتنے سالوں سے جو ناجائز قابضین ہیں اُن کو ہٹانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! فصلات سے 38 لاکھ روپے income ہوئی ہے، اس کے علاوہ land rent سے 39 لاکھ اور 08-2007 میں 11 لاکھ 88 ہزار روپے income ہوئی ہے۔ اُون بیچنے اور جانور فروخت کرنے سے بھی income ہوئی ہے جس کی میرے پاس تفصیل موجود ہے لیکن وہاں پر جو قابضین ہیں اس حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر شروع سے پٹادار مزارعین آرہے تھے جنہیں وہ زمین پٹے پر دی جاتی ہے تاکہ لائیو سٹاک کو promote کیا جائے۔ بعد میں اوکاڑہ میں جو کچھ ہوا وہ آپ سب نے دیکھا کہ

NGOsدرمیان میں آگئیں۔ حکومت اُن کوeject کرنا چاہتی تھی لیکن اس میں NGOs آگئیں اور مزارعین کی ہمدردی کے لئے یونین بن گئی اس لئے وہاں پر امن وامان کے مسائل پیدا ہوگئے تھے لیکن اب حکومت نے اس پر focus کیا ہوا ہے۔ بہرحال وہ فارم پٹے پر ہیں اور باقاعدہ پٹے کی شرائط ہیں اس لئے جو پٹادار وہاں پر ہیں وہ illegal نہیں legal ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! illegal کا انہوں نے کہا ہے کہ 77 افراد نے 402 ایکڑ پر illegal قبضہ کیا ہوا ہے تو اُس پر کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ جو illegal ہیں وہ مختلف ادوار میں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اُن لوگوں کو وہاں سے ہٹانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے اور پٹے کا ریٹ کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ قبضہ انہوں نے اب نہیں کیا، اس کا آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ 1988 سے قبضے ہیں اور وہ ابھی تک بیٹھے ہیں لیکن اُن کو ہٹانے کے لئے کچھ عمل ہو رہا ہے یا نہیں، اس کے علاوہ اُس پٹے کا نرخ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پٹے کا ریٹ وہاں پر -/2400 روپے فی ایکڑ ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مہربانی کر کے ہمیں ہی یہ دلوا دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہمیں ہی دلوا دیں اور ہم -/2500 روپے فی ایکڑ دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگر وہ ملنی ہوتی تو پھر وہ خود ہی نہ لے لیتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ سرکاری فارموں کو بہتر طریقے سے استعمال کیا جائے۔ میرا اس issue کو highlight کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان deficiencies کو

ڈور کرنے پر ہم توجہ کیوں نہیں دیتے؟ لہذا ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف یہ جواب دے دینا کہ لوگ زمین پر قابض ہیں تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر صاحب سے جواب لے لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب اِن کو پٹا پر زمینیں دی گئی تھیں تو اس کے لئے ایک کمیٹی ہوتی ہے جس میں ایک فارم سپرنٹنڈنٹ، ضلع کا ریونیو آفیسر اور تیسرا محکمہ زراعت کا آفیسر ہوتا ہے تو یہ کمیٹی شرح determine کرتی ہے۔ چونکہ یہ پرانے پٹاداران ہیں اس لئے فی ایکڑ ریٹ -/2400 روپے ہے۔ جہاں تک ناجائز قابضین کا تعلق ہے تو مختلف ادوار میں مختلف حکومتیں بر سرِ اقتدار آتی رہی ہیں اس لئے پچھلے دنوں اُن کو ہٹایا گیا تھا جس بنیاد پر انہوں نے احتجاج کیا اور روڈ بلاک کر دی لہذا امن و امان کا مسئلہ پیدا ہونے کی وجہ سے اس کو pending کیا گیا ہے لیکن ضلعی انتظامیہ کو کہا گیا ہے کہ وہ زمین واگزار کرائی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمین دوبارہ پھر واگزار کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ پچھلے ادوار میں یہ سب کچھ ہوا ہے جبکہ یہ سب کچھ 1988 سے ہوا ہے اور اس درمیان بہت سارے ادوار گزرے ہیں۔ اب اس حکومت کو بھی دو سال ہو گئے ہیں تو جب سے یہ حکومت آئی ہے تو انہوں نے اب تک کیا عملدرآمد کروایا ہے؟ میری تو یہ گزارش ہو گی کہ یہ مجھے ڈبل ریٹ پر پٹے پر دے دیں کیونکہ میرے حلقے میں میری رہائش کے قریب ہی یہ زمین ہے تو میں انشاء اللہ حکومت کو اس سے ڈبل ریٹ دوں گا۔ اب جو انہیں -/2400 روپے مل رہے ہیں تو میں حکومت کو ڈبل ریٹ دینے پر تیار ہوں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ -/2400 روپے جائز مارکیٹ ریٹ کے مطابق نہیں ہے اور حکومت کے وسائل کا inefficient استعمال ہے لہذا اس پر حکومت کو کوئی اقدام کرنا چاہئے۔ منسٹر صاحب نے ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ جو وہاں پر ناجائز قابضین بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو ہٹانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اُن سے پوچھتے ہیں۔ منسٹر صاحب! جو ناجائز قابضین اُس جگہ پر بیٹھے ہیں اُن کو ہٹانے کے لئے آپ نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتا دیتا ہوں کہ ضلع راجن پور میں یہ فارم فاضل پور میں ہے۔ میں وہاں خود گیا تھا تو وہاں پر میں نے تمام فارموں کا visit کیا ہے۔ میں نے وہاں کی انتظامیہ کے کئی آدمیوں کو suspend بھی کیا ہے اور پولیس کے حوالے بھی کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اُن لوگوں کو eject کیا گیا جس پر انہوں نے روڈ بلاک کر کے ہنگامہ آرائی کی تاہم وہاں پر administration کو کہا گیا ہے کہ اُن کو پھر eject کرایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ejection کے لئے انہوں نے اب کارروائی شروع کی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کیا حکومت Privatization Policy کے تحت ان کو private کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: سوچ لیں، جو انہوں نے بات کی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): حکومت اس بارے میں کچھ نہیں سوچ رہی۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرگودھا گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد کی تفصیلات

*1685: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد ضلع سرگودھا کتنے رقبہ پر کب قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اب اس فارم کا کتنا رقبہ ہے اور کتنا کن کن افراد کے پاس لیز/پٹا پر ہے اور کتنے رقبہ پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) اس فارم کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس فارم پر کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں، ان کی تعداد بتائیں؟

(ہ) یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنے جانور اس فارم کے فروخت کئے گئے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ لائیوسٹاک تجرباتی فارم مویشیاں، خضر آباد ضلع سرگودھا 7669 ایکڑ رقبہ پر 1980 میں قائم کیا گیا تھا۔

(ب) اس فارم کا رقبہ 7669 ایکڑ ہے۔ اس میں سے 6040 ایکڑ رقبہ 613 افراد کو پٹا پر دیا گیا ہے جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تقریباً 46 ایکڑ رقبہ پر مختلف لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) اس فارم کی سال 07۔2006 اور 08۔2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن	اخراجات
07۔2006	254.00 لاکھ روپے	245.16 لاکھ روپے
2007-08	241.00 لاکھ روپے	274.21 لاکھ روپے

(د) اس فارم پر ساہیوال نسل کی گائیں اور کجلی بھیڑیں رکھی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ساہیوال گائے	تعداد	کجلی بھیڑیں	تعداد
گائے	420	مینڈھے	21
جوان بچھڑے	04	بھیڑیں	780
مادہ بچھڑیاں	324	لیلے	18
شیر خوار بچھڑے	116	لیلیاں	427
شیر خوار بچھڑیاں	111	شیر خوار لیلے	126
شیر خوار لیلیاں	112		
کل تعداد	975	کل تعداد	1484

(ہ) یکم جنوری 2006 سے آج تک جو جانور فروخت کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نسل جانور	نیلام عام	برائے نسل کشی
ساہیوال جانور	321	290
کجلی بھیڑیں	612	903

لاہور میں محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات کے کردہ چالان سے متعلقہ تفصیلات

*1821: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2006 سے آج تک ضلع لاہور میں انسداد بے رحمی حیوانات نے کل کتنے چالان کئے اور کتنے چالان عدالت میں پیش ہوئے؟

(ب) کتنے چالانوں پر جرمانے کئے اور کتنے جرمانے کی ادائیگی کے بعد ختم ہوئے اور کتنے عدالت میں زیر التواء ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں انسدادِ بے رحمی حیوانات نے یکم جنوری2006سے آج تک 19,032چالان کئے جن میں سے 6856چالان عدالت میں پیش ہوئے۔

(ب) 6856چالانوں پر جرمانے کئے گئے جو جرمانے کی ادائیگی کے بعد ختم ہو گئے جبکہ 12,176چالان مجاز عدالت میں تاحال زیرِ التواء ہیں۔

فیصل آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*1822: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ان ہسپتالوں میں کتنا عملہ تعینات ہے؟

(ب) جنوری2006سے آج تک ان کو کتنی مالیت کی ادویات اور سالانہ بجٹ فراہم کیا گیا ہے؟

(ج) کیا ان تمام ہسپتالوں میں ضروری جدید طبی آلات اور ادویات ہیں؟

(د) کتنی منظور شدہ اسامیاں کن وجوہات کی بناء پر خالی ہیں؟

(ہ) کتنے ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے کی ہیں اور کتنی خستہ حالت میں ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں38ویٹرنری ہسپتال،48ویٹرنری ڈسپنسریاں،55مراکز جدید نسل کشی اور118ویٹرنری سنٹر موجود ہیں۔ان مراکز میں81ویٹرنری ڈاکٹرز ،235ویٹرنری اسسٹنٹ،63جدید نسل کشی کے ٹیکنیشن اور 201ملازمین درجہ چہارم کے کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں جنوری2006سے آج تک 16.6ملین روپے سالانہ بجٹ بشمول ادویات فراہم کیا گیا۔

(ج) جی ہاں!

(د) 14 منظور شدہ اسامیاں حکومت پنجاب کی جانب سے بھرتی پر پابندی کی وجہ سے خالی ہیں۔

(ہ) ضلع فیصل آباد میں کوئی ویٹرنری ہسپتال یا ڈسپنسری کرائے کی عمارت میں نہ ہے۔ 72 عمارتیں خستہ حال ہیں جن کی مرمت کی جارہی ہے۔

ڈیرہ غازی خان، ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*1823: **جناب محمد محسن خان لغاری**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور یونٹ کام کر رہے ہیں ان ہسپتالوں میں کتنا عملہ تعینات ہے؟

(ب) کیا ان ہسپتالوں کی حالت بہتر کرنے کے لئے حکومت کا کوئی منصوبہ ہے اور کیا حکومت کا ان ہسپتالوں میں ضروری جدید آلات اور ادویات فراہم کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

(ج) کیا ان ہسپتالوں اور یونٹوں میں ضرورت کے مطابق عملہ موجود ہے؟

(د) کتنی منظور شدہ اسامیاں ابھی تک خالی ہیں اور کن وجوہات کی بناء پر؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں 11 ہسپتال، 27 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 77 ویٹرنری سنٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ 16 ویٹرنری آفیسرز اور 201 پیرا ویٹرنری سٹاف ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں / ویٹرنری سنٹرز پر تعینات ہے۔

(ب) ڈیرہ غازی خان کے 11 ہسپتالوں اور 25 ڈسپنسریوں کی مرمت کا کام جاری ہے۔ تعمیر شدہ ڈسپنسریوں میں ادویات، جدید آلات اور فرنیچر فراہم کر دیا گیا ہے۔

(ج) ان ہسپتالوں اور یونٹوں میں ضرورت کے مطابق تمام عملہ موجود ہے۔

(د) ان ہسپتالوں میں 18 اسامیاں خالی ہیں۔

حکومت کی جانب سے بھرتیوں پر پابندی کے باعث اسامیاں پُر نہ کی جاسکیں۔ان تمام خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے محکمہ ضروری اقدامات کر رہا ہے۔

لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*1824: **ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد کیا ہے، ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے، جنوری 2006 سے آج تک ان کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟

(ب) کتنے ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے کی ہیں اور کتنی ناقابل استعمال ہیں یا غیر تسلی بخش حالت میں ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مجموعی طور پر کتنا سٹاف تعینات ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد 25 ہے اور ان کا سالانہ بجٹ درج ذیل ہے:۔

سال	سالانہ بجٹ	رقم (روپے) برائے میڈیسن
2006-07	18870001	5000000
2007-08	21799033	6000000
2008-09	26417440	6943873
2009-10	28690345	7000000
کل رقم:		24943873

(ب) کوئی عمارت کرائے کی نہ ہے اور ویٹرنری ہسپتال کاہنہ نو کی عمارت شکستہ ہے اور ناقابل استعمال ہے۔البتہ محکمہ نے اس کی تعمیر اور مرمت کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں۔

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مجموعی عملے کی تعداد کی لسٹ مندرجہ ذیل ہے:۔

ویٹرنری آفیسر	25
ویٹرنری اسسٹنٹ	45

ماشکی	19
سینٹری ورکر	41
کیٹل اٹینڈنٹ	30

برڈ فلو کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*1825: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے برڈ فلو کی وبا کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) کیا حکومت متاثرہ علاقوں سے مرغیوں کی منتقلی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) برڈ فلو کے باعث جن فارمز کو نقصان پہنچا ہے کیا حکومت ان کو سبسڈی دینے کو تیار ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت نے برڈ فلو کی وباء کو روکنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

* پنجاب میں برڈ فلو کی رپورٹنگ کا باقاعدہ نظام تشکیل دیا گیا ہے جس کے تحت پنجاب کو 15 مختلف علاقائی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
* ہر علاقہ سے مرغیوں کے خون اور جسمانی عضو کے نمونہ جات ماہانہ پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کی لیبارٹری کو بھجوائے جاتے ہیں۔
* 10 فیصد نمونہ جات نیشنل لیبارٹری اسلام آباد کو برائے موازنہ بھی ارسال کئے جاتے ہیں۔
* اب تک پورے پنجاب کے 48139 فارموں سے 431491 نمونہ جات ٹیسٹ ہو چکے ہیں۔
* برڈ فلو کی موجودگی کی صورت میں متعلقہ فارم کے تمام پرندوں کو تلف کر دیا جاتا ہے اور اس فارم کو تین ہفتے کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔
* فارمز حضرات کے نقصان کا 75 فیصد نقد رقم کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔
* فارمز حضرات کو برڈ فلو کے تدارک کے لئے مناسب تربیت فراہم کی جارہی ہے۔
* فارمز کو بیماری کی روک تھام کے لئے حفاظتی ٹیکہ جات کے استعمال کی ہدایت کی جاتی ہے۔

(ب) جس وقت کسی علاقہ میں اگر وباء پھیلی ہوئی ہو تو اس علاقہ سے مرغیوں کی منتقلی کی روک تھام کے لئے متعلقہ دفعہ کو لاگو کیا جاتا ہے لیکن نارمل حالات میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔

(ج) اس وقت تک پچھلے تین سالوں کے دوران پنجاب کے 8 فارموں پر برڈ فلو کا پتا چلا ہے۔ان فارموں پر متاثرہ پرندوں کی تلفی کے بعد متعلقہ فارم حضرات کو 91لاکھ روپے کی رقم مہیا کی جاچکی ہے لیکن سبسڈی کی سہولت میسّر نہیں ہے۔

ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تفصیلات

*1826: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں سال 06-2005 کے دوران کتنے بیمار جانوروں کا علاج کیا گیا؟

(ب) ان سالوں کے دوران ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی خرچ ہوئی؟

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی حالت کیا ہے اور ہر ایک کا رقبہ کتنا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گجرات میں سال 06-2005 میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں علاج ومعالجہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

		علاج ومعالجہ
i	بڑے جانور	824580
ii	چھوٹے جانور	250600
iii	پولٹری	2656400
iv	اے آئی سروسز	44505

(ب) سال 06-2005 میں ادویات کی مد میں 15لاکھ روپے رکھے گئے اور تمام رقم خرچ ہوگئی۔

(ج) ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری کی تعداد رقبہ اور حالت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور، پی پی۔145 ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1852: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات اور آمدن بیان کریں؟

(ج) ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور عہدہ وار بیان کریں؟

(د) ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں کوئی ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری واقع نہ ہے۔

(ب) چونکہ اس شہری حلقہ میں کوئی شفاخانہ حیوانات موجود نہ ہے لہٰذا یہ جز غیر متعلقہ ہے۔

(ج) چونکہ اس شہری حلقہ میں کوئی شفاخانہ حیوانات موجود نہ ہے لہٰذا یہ جز غیر متعلقہ ہے۔

(د) چونکہ اس شہری حلقہ میں کوئی شفاخانہ حیوانات موجود نہ ہے لہٰذا یہ جز غیر متعلقہ ہے۔

لاہور۔ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل کی تفصیلات

*1857: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل لاہور کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا اس وقت اس فارم کی ملکیتی اراضی کتنی ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، ان قابضین کے نام اور زیر قبضہ زمین کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) اس فارم پر کس کس قسم کے کتنے کتنے جانور ہیں؟

(د) اس فارم کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات بیان کریں؟

(ہ) اس فارم پر گریڈ 10 سے اوپر کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(و) اس فارم کی ملکیتی کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس کے استعمال میں ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل لاہور 1980 میں 705 ایکڑ پر قائم کیا گیا اوراس کا تمام رقبہ حکومتی کنٹرول میں ہے۔

(ب) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل لاہور کا تمام رقبہ محکمہ کے پاس ہے۔

(ج) اس فارم پر نیلی راوی بھینس کے 184 اور مخلوط نسل گائے کے 210 راس جانور ہیں۔

(د)

سال	اخراجات ملین	آمدن ملین روپے
2006-07	14.358	6.215
2007-08	18.054	8.626

(ہ)

اس فارم پر گریڈ 10 سے اوپر کے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
ڈاکٹر فاروق احمد	منیجر	18	14-11-2009

(و) اس فارم کی ملکیتی گاڑیاں تین عدد ہیں ایک عدد سوزوکی جیپ منیجر کے استعمال میں ہے اور دو عدد پک اپ دودھ کی سپلائی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتالوں وڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

* 1901: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد کیا ہے ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے، جنوری2005 سے آج تک ان کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مجموعی طور پر کتنا سٹاف تعینات ہے؟

(ج) کتنے ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے کی ہیں اور کتنی خستہ حالت میں یا غیر تسلی بخش ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد81 ہے

سالانہ بجٹ 1.79 ملین روپے

جنوری2005 سے آج تک ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو 7.614 ملین روپے کی ادویات فراہم کی گئی ہیں۔

(ب) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں میں تعینات سٹاف کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

سینئر ویٹرنری آفیسر	ویٹرنری آفیسر	ویٹرنری اسسٹنٹ	اے آئی ٹی	درجہ چہارم
1	26	117	17	49

(ج) ضلع ملتان ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں کی حالت حسبِ ذیل ہے

عمارت صحیح ہے	عمارت نہیں ہے کسی مستعار جگہ پر کام کر رہے ہیں	عمارت خستہ حال ہے	عمارت کرائے پر ہے
ویٹرنری ہسپتال7	ویٹرنری ہسپتال1	ویٹرنری ہسپتال 5	کوئی نہیں
ویٹرنری ڈسپنسریاں16	ویٹرنری ڈسپنسریاں2	ویٹرنری ڈسپنسریاں6	
ویٹرنری سنٹر6	ویٹرنری سنٹر29	ویٹرنری سنٹر9	
کل: 30	32	20	

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا میں ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی

*1913: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا نے محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ سرگودھا میں مختلف کیٹیگریز میں (حکومت پنجاب ولوکل فنڈ) تقرریاں کی تھیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کو حاضری کے دن 11۔نومبر 2007 سے آج تک تنخواہ نہیں دی جا رہی؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈیوٹی دینے کے باوجود تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ 41 ملازمین سابق ضلع کونسل سرگودھا حال لوکل فنڈ برانچ میں مختلف کیٹیگریز کی تقرریاں کی گئی تھیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ویٹرنری اسسٹنٹ 20 درجہ چہارم کے اہلکاران 21

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ 41 ملازمین ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے ہیں لیکن ضلعی حکومت سرگودھا سے فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے انہیں تنخواہ بروقت ادا نہیں کی جاسکی لاہور ہائی کورٹ کے حکم مورخہ 2009-6-11 تحت سال 10-2009 کا بجٹ ملنے پر ان ملازمین کو 2009-7-1 سے تاحال باقاعدہ تنخواہ کی ادائیگی کی جارہی ہے۔

نومبر 2007 تا 2009-6-30 بقایا تنخواہوں کے بل تیار کر کے اکاؤنٹ آفس سرگودھا کو روانہ کئے گئے تھے جن پر اعتراض کیا گیا ہے کہ سال 08-2007 اور 09-2008 کی پوسٹوں کی منظوری بجھوائی جائے۔ اس سلسلہ میں ای ڈی او (زراعت) کی معرفت ضلع کونسل سرگودھا کو تحریر کر دیا گیا ہے وہاں سے منظوری آنے پر بقایاجات کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

(ج) تنخواہوں کی ادائیگی بجٹ سال 10-2009 ملنے کے بعد 2009-07-01 سے شروع کر دی گئی ہے بقایا تنخواہ نومبر 2007 تا جون 2009 کی ادائیگی اسامیوں کی منظوری ملنے کے بعد کر دی جائے گی۔

ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2472:چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نئے ویٹرنری ہسپتال یا ویٹرنری ڈسپنسری کھولنے کے لئے شرائط اور طریق کار کیا ہے؟

(ب) ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں کی کل تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز ان میں تعینات ڈاکٹروں اور عملہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) کیا ضلع حافظ آباد کے ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ڈاکٹروں اور عملہ کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو یہ کمی کب تک پوری کر دی جائے گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) طریق کار برائے ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری کا نیا بنانا۔ درخواست گزار کی طرف سے درخواست برائے ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری متعلقہ ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر کو دی جائے گی اور جناب ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر اس کے بعد تخمینہ رپورٹ تیار کریں گے۔ تخمینہ لاگت ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری، ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ کو بھیجا جائے گا اور ان سے اصل عمارت تعمیر کرنے کی گزارش کی جائے گی۔ پھر یہ منصوبہ جناب ڈی سی او کی منظوری کے بعد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سالانہ بجٹ میں رکھا جائے گا اور بجٹ میں منظور ہونے کے بعد تعمیر کے مراحل بذریعہ گورنمنٹ مکمل کئے جائیں گے۔

ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری کھولنے کے لئے درج ذیل شرائط درکار ہیں:-

1۔ مذکورہ چک یا موضع جہاں ڈسپنسری درکار ہے پکی سڑک پر وقوع پذیر ہونا چاہئے۔

2۔ مجوزہ ہسپتال، ڈسپنسری کا فاصلہ موجودہ ویٹرنری ڈسپنسری سے دس کلومیٹر ہونا چاہئے۔

3۔ مجوزہ ہسپتال، ڈسپنسری اگر یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر میں بنائی جائے تو اسے ترجیح دی جائے گی۔

4۔ مجوزہ ہسپتال، ڈسپنسری کی حدود میں گائے اور بھینس کے جانوروں کی تعداد 1000 تا 15000 ہونی چاہئے۔

5۔ رہائشی اور غیر رہائشی عمارت کا حصہ ضلعی حکومت بنانے کی پابند ہو گی۔

6- کم از کم دو کنال تا آٹھ کنال زرعی اراضی جو کہ پکی سڑک پر وقوع پذیر ہو محکمہ لائیو سٹاک کے نام مستقل بنیادوں پر منتقل کی جائے۔مزید برآں محکمہ لائیو سٹاک مذکورہ ڈسپنسری کے لئے کوئی اراضی خرید نہیں کرے گا۔

7- بنیادی ضروریات زندگی مثلاً پینے کا پانی، بجلی، سکول، کالج، ذرائع آمدورفت اور انسانوں کا ہسپتال، ڈسپنسری عملہ کی فلاح کے لئے موجود ہونا چاہئے۔

8- ایک یونین کونسل میں صرف ایک شفاخانہ حیوانات تعمیر کیا جائے گا۔

(ب) ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعداد اور ان میں تعینات عملہ اور ڈاکٹروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع حافظ آباد کے ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں میں عملہ کی تعداد پوری نہ ہے۔ مذکورہ خالی اسامیاں گورنمنٹ کی بھرتی پالیسی کے مطابق پر کردی جائیں گی۔اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	خالی اسامی
1	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ(A.H)	06	0
2	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ(B.I)	03	01
3	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ Project (S.S.L.F)	80	30
4	ویٹرنری اسسٹنٹ(A.H)	26	01
5	ویٹرنری اسسٹنٹ(Zila Council)	15	03
6	ویٹرنری اسسٹنٹ Project (S.S.L.F)	13	07
7	اے آئی ٹی Project (S.S.L.F)	28	21

صوبہ میں حکومت کے زیر انتظام پولٹری فارمز کی تعداد

*2473: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں حکومت کے زیر انتظام گورنمنٹ کے کتنے پولٹری فارمز کس کس ضلع میں ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ گورنمنٹ پولٹری فارمز سے کوئی آمدن بھی حاصل ہو رہی ہے، اگر ہاں تو گزشتہ تین سال کی آمدن علیحدہ علیحدہ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی ذیلی شاخ نظامت ترقیات مرغبانی کے زیر انتظام (09) گورنمنٹ پولٹری فارمز ضلع بہاولپور، ملتان، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان، دینہ (جہلم)، اٹک، میانوالی، گجرات، اور بہاولنگر میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ہاں۔ مذکورہ گورنمنٹ پولٹری فارمز سے باقاعدہ آمدن حاصل ہو رہی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	کل آمدن (ملین روپے)	
2005-06	14.117	
2006-07	17.1430	
2007-08		19.840
2008-09		23.076
Up to-Jan,10		16.452
کل آمدن		90.628

ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کے دفاتر کو سالانہ گرانٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2899: رانا آصف محمود: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ فراہم کی گئی ہے، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کن کن ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارات کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم گریڈ2 سے اوپر کے ملازمین کے ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں ضلع سیالکوٹ کو جو رقم بجٹ / گرانٹ کی صورت میں مختلف ہیڈ میں دی گئی۔ سال وار درج ذیل ہے۔

گرانٹ سال 08-2007	گرانٹ سال 09-2008
3346000	2959000
9314000	8061000
2965000	2383000
1523000	131600
11322000	11025000
2936000	2844000
127000	131000
9836000	9734000

(ب) ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعمیر پر جو رقم خرچ ہوئی سال وار اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2007-08	2008-09
کسی ہسپتال پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی	سول ویٹرنری ہسپتال پھوکلیان کی مرمت پر -/3,30,000 روپے کی رقم خرچ ہوئی

(ج) ضلع سیالکوٹ محکمہ ہذا کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد اور تیل پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

	2007-08	2008-09
گاڑیوں کی مرمت	-/1,29,486 روپے	-/50,820 روپے
تیل	-/2,90,576 روپے	-/1,85,207 روپے

(د) گریڈ2 سے اوپر کے ملازمین کے ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم سال 08-2007 اور 09-2008 کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر	ہیڈ	2007-08	2008-09
1۔	ٹی اے / ڈی اے	-/120800	-/77768

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کے ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2902:رانا آصف محمود: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کے کتنے ہسپتال کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(ج) ان ہسپتالوں میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں ویٹرنری آفیسر کی کتنی اسامیاں کس کس جگہ خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 23 ہسپتال ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

شفاخانہ حیوانات سیالکوٹ، گوندل، کوٹلی لوہاراں، راجہ ہرپال، گنگال، پھوکلیاں، وریو، سمبڑیال، رندھیر، کوٹ دینہ، کلووال، پسرور، چونڈہ، بن باجوہ، جودھالہ، ڈسکہ، بڈھا گورائیہ، لوڑھکی، وڈھالہ سندھواں، گھوینکی، ستراہ، قلعہ کالروالا، خانپور سیداں

(ب) متذکرہ ہسپتالوں کے لئے 08۔2007 کے دوران -/5,45,000 روپے اور 09۔2008 میں -/10,000,00 روپے کی گرانٹ فراہم کی گئی۔

(ج) ان ہسپتالوں میں اسامیوں کی تعداد گریڈ وار درج ذیل ہے۔

1	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ	22
2	ویٹرنری اسسٹنٹ	84
3	واٹر کیریئر	23
4	خاکروب	23

(د) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں ویٹرنری آفیسر کی 8 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1 قلعہ کالروالا

2 خانپور سیداں

3 چونڈہ

4 گنگال

5 سمبڑیال

6 کوٹ دینہ

7 جودھالہ

8 بن باجوہ

(ہ) ویٹرنری آفیسر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جاتی ہیں اوران کو پُر کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3241: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد انتہائی کم ہے، کیا حکومت ضرورت کے مطابق اس میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں سٹاف کم ہے اور طبی آلات بھی ناکافی ہیں۔کیا حکومت مذکورہ کمی کو 10-2009 میں پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) 2005 تا 2008 میں ضلع لاہور ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کو دیئے جانے والے فنڈز کا آڈٹ کروایا گیا اگر نہیں تو کیوں، اگر کروایا گیا تو آڈٹ رپورٹ پیش کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں 24 ویٹرنری سنٹرز کام کررہے ہیں جو کہ ضرورت کے مطابق کافی ہیں اگر مستقبل میں ضرورت پڑی تو اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں میں ضرورت کے مطابق سٹاف و طبی آلات موجود ہیں تاہم ویٹرنری ہسپتالوں، مراکز جدید نسل کشی و ویٹرنری ڈسپنسریوں کا کچھ عملہ درج ذیل جگہوں پر عارضی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

نمبر شمار	جگہ برائے ڈیوٹی انجام دہی	ویٹرنری افسران کی تعداد
1	فوڈ سکیورٹی	2
2	مذبحہ خانہ	4
3	ٹاؤن کی سطح پر گوشت کی چیکنگ	4
4	محکمہ لائیوسٹاک کی ہیلپ لائن	3
5	سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات	1
6	گورنر ہاؤس	1
7	ٹوٹل	15

(ج) 2005 تا 2008 میں ضلع لاہور کے ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کو دیئے جانے والے فنڈز کی آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں دو آڈٹ پیرا نمبر 21 اور 24 درج تھے، جنہیں دور کر دیا گیا ہے۔

ضلع اوکاڑہ میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تعداد و سٹاف کی تفصیلات

*3242: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ضرورت کے مطابق قطعاً سٹاف نہ ہے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ ہسپتالوں/ڈسپنسریوں میں کون کون سی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی ہیں ان کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟

(د) 2005 تا 2008 مذکورہ ضلع میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے، کیا اس میں بتدریج کمی ہوئی یا اضافہ، سال وار رپورٹ ایوان میں پیش کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	ویٹرنری ہسپتال	15
2	ویٹرنری ڈسپنسریاں	105
3	ویٹرنری سنٹر	54
4	اے آئی سنٹر	10
5	اے سب سنٹر	45

(ب) سٹاف کی کمی کا سبب کافی عرصہ سے نئی بھرتیوں کا نہ ہونا ہے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن نے 147 ویٹرنری آفیسر کی تقرریوں کی سفارشات محکمہ ہذا کو بھجوادی ہیں۔باقی سٹاف کی بھی اب نئی بھرتیاں ہو رہی ہیں۔

(ج) خالی اسامیوں کی تفصیل (نان ڈویلپمنٹ): سپورٹ سروسز فار لائیو سٹاک فارمز

پراجیکٹ:

1	ویٹرنری آفیسر	11	1	ویٹرنری آفیسر	58
2	ویٹرنری اسسٹنٹ	31	2	ویٹرنری اسسٹنٹ	11
3	اے آئی ٹیکنیشن	16	3	اے آئی ٹیکنیشن	20

(د) اوکاڑہ میں گوشت اور دودھ کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے Support Service for Livestock Farmers Project کے تحت ہر یونین کونسل لیول پر 82 ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں جو فارمرز کو علاج معالجے کی سہولیات گھر کی دہلیز پر فراہم کر رہی ہیں۔مزید محکمہ لائیو سٹاک ضلع اوکاڑہ میں غریب فارمرز کو مفت ونڈا اور مفت علاج معالجہ کی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔لائیو سٹاک تجرباتی فارم بہادر نگر اوکاڑہ دودھ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مددگار ثابت ہوا ہے۔

ضلع بہاولنگر، اوکاڑہ میں مویشی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3290: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر، اوکاڑہ میں مویشی فارمز کتنے ہیں ڈیری اور گوشت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کیا حکومت مزید مویشی فارمز بنانے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) مذکورہ بالا ضلع میں کتنے پولٹری فارمز ہیں۔2004 تا2008 کے دوران کتنے مزید پولٹری فارمز بنائے گئے، آگاہ کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر، اوکاڑہ میں محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام تجرباتی فارم ہارون آباد ضلع بہاولنگر، شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ اور بہادر نگر ضلع اوکاڑہ قائم ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب پبلک پرائیویٹ شرکت سے ڈیری و گوشت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

(ب)

ضلع بہاولنگر میں پولٹری فارم کی تعداد	330
ضلع اوکاڑہ میں پولٹری فارمز کی تعداد	439
2004 تا2008 کے دوران بننے والے پولٹری فارمز کی تعداد	25
پولٹری فارموں کی کل تعداد	1294

ضلع اوکاڑہ، بہاولنگر میں ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات کی تفصیلات

*3291: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ، بہاولنگر میں کتنی ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات نہیں ہیں، کیا حکومت ان کے لئے عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) مذکورہ بالا اضلاع میں کتنی ایسی ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں جہاں پر ضرورت کے مطابق ادویات فراہم نہیں کی جاتیں بلکہ وہاں پر موجود سٹاف جانور کو چیک کروانے والوں سے دوائیاں منگوا کر جانوروں کو چیک کرتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ اضلاع میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ادویات کے بجٹ کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ بہاولنگر میں تمام ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات قائم ہیں اور مزید ان میں سہولیات فراہم کرنے اور ان کی مرمت کے لئے حکومت پنجاب نے کثیر رقم فراہم کی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا اضلاع میں تمام ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ضرورت کے مطابق ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔حاضر عملہ جانوروں کے علاج ومعالجہ کے لئے مفت ادویات فراہم کرتا ہے۔

(ج) جی ہاں! اس سال حکومت نے ان اضلاع کو ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ادویات خریدنے کے لئے کثیر رقم فراہم کی ہے۔

پی پی۔250 میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3295: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔250 راجن پور میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں، ان ہسپتالوں میں کتنا عملہ تعینات ہے؟

(ب) کیا ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ضروری جدید طبی آلات اور ادویات دستیاب ہیں؟

(ج) مالی سال 09-2008 میں مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو کتنی مالیت کی ادویات اور سالانہ بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) کتنی منظور شدہ اسامیاں کن وجوہات پر خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پر کی جائیں گی؟

(ہ) کتنے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے پر ہیں اور کتنی خستہ حالت میں ہیں اگر خستہ حالت میں ہیں تو حکومت کب تک ان کی مرمت / تعمیر نو کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) کیا مذکورہ حلقے میں ہر یونین کونسل میں ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسری ہے اگر نہیں ہے تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔250 میں دو، سول ہسپتال تین، سول ویٹرنری ڈسپنسریاں، پانچ ویٹرنری سنٹرز اور دو مراکز برائے مصنوعی نسل کشی حیوانات کام کر رہے ہیں۔

ان ہسپتالوں میں بالترتیب نو ملازمین ویٹرنری ہسپتالوں میں، چودہ ملازمین ویٹرنری ڈسپنسریوں میں، گیارہ ویٹرنری سنٹرز میں جبکہ دو مراکز برائے مصنوعی نسل کشی برائے حیوانات میں تعینات ہیں۔

(ب) جدید طبی آلات ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے قیام کے ساتھ خریدے گئے تھے۔ بعد ازاں ضروری بجٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے مزید آلات نہ خریدے جا سکے ہیں۔ ہر سال ضلع راجن پور میں ویٹرنری ادویات خرید کر ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مویشیوں کے علاج معالجہ کے لئے فراہم کی جاتی ہیں۔ سال 09-2008 میں ضلع راجن پور میں 9 لاکھ روپے کا بجٹ ویٹرنری ادویات کی مد میں فراہم کیا گیا تھا۔

(ج) سال 09-2008 میں ضلع راجن پور میں 9 لاکھ روپے کا بجٹ ویٹرنری ادویات کی مد میں فراہم کیا گیا تھا۔

(د) حلقہ پی پی۔250 میں اس وقت تین ویٹرنری آفیسرز اور چار ویٹرنری اسسٹنٹ کی اسامیاں خالی ہیں جن میں سے ویٹرنری آفیسر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ پر ہوتی ہیں جبکہ چار ویٹرنری اسسٹنٹ کی اسامیوں کی بھرتی کے لئے اشتہار دیا جا چکا ہے لیکن ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت کی اسامی خالی ہونے کی بناء پر انٹرویو کا مرحلہ مکمل نہ ہو سکا ہے۔ تاہم درجہ چہارم کی تمام اسامیوں پر اپریل 2009 میں بھرتی کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور ان کی کوئی سیٹ خالی نہ ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی۔250 میں چند ایک مقامات پر عمارات کرائے پر لی گئی ہیں۔ باقی تمام عمارات محکمہ کی ملکیت ہیں۔ ضلعی حکومت سے سالانہ بجٹ برائے مرمتی کی عدم دستیابی کی وجہ سے

تقریباً تمام عمارات خستہ حالی کی طرف گامزن ہیں۔صوبائی حکومت سے تقریباً ایک کروڑ باون لاکھ روپے ان ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی مرمت کے لئے 2008-09 کے بجٹ میں دیئے گئے تھے جو کہ جون2009 کو موصول ہوئے ہیں۔یہ رقم ایک ماہ کے اندر ضروری coal formalities مکمل کرنے کے بعد ٹینڈر شائع کئے جائیں گے۔

(و) حلقہ پی پی۔250 میں ہر یونین کونسل میں ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری نہ ہے۔جس کی وجوہات فنڈز وعملہ کی عدم دستیابی ہے۔انشاءاللہ مذکورہ بالا مسائل حل ہوتے ہی تمام یونین کونسلوں میں ڈسپنسریاں قائم کر دی جائیں گی۔

فارمرز کو Imported Semen’s مہیا کرنے کا معاملہ

*3335: سردار عامر طلال گوپانگ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیوسٹاک کی جدید ریسرچ اور معیار کے مطابق پروموشن کے لئے کیا حکومت imported semen’s منگوا کر فارمرز کو مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں اب تک اٹھائے گئے اقدامات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ہذا جانوروں کی نسل کو بہتر بنانے کے لئے imported semen منگوانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں محکمہ ہذا نے ایک منصوبہ بعنوان (Restructuring and Re-organization of Breeding Services in Punjab) برائے سال 2009-10 سے 2014-2015 تک بنایا ہے اس منصوبہ میں (Imported Semen) منگوانا بھی شامل ہے۔

ویٹرنری یونیورسٹی کے زیر نگرانی فارم ہاؤس کاہنہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3389: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کاہنہ میں واقع ویٹرنری یونیورسٹی کا فارم ہاؤس کتنے رقبے پر پھیلا ہوا ہے؟

(ب) اس فارم میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں؟

(ج) اس فارم ہاؤس میں کن کن جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے؟

(د) اس فارم ہاؤس کی اتھارٹی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال کس کے سپرد ہے، نیز یہ عہدہ کون سے گریڈ کا ہے، اس پر تعینات آفیسر کا نام بیان فرمائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کا موضع دولو کلاں یوحنا آباد فیروز پور روڈ پر ایوین ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر (ملت کوئیل فارم) کے نام سے ادارہ ہے- اس کا رقبہ 109 کنال 9 مرلے ہے-

(ب) اس ادارہ میں ملازمین کی کل تعداد 08 ہے-

(ج) اس ادارہ میں جانوروں کا علاج نہیں کیا جاتا بلکہ مرغیوں کے علاوہ دوسرے مفید پرندوں مثلاً بٹیر، تیتر، پیٹرو (Turkey) وغیرہ پر تحقیق کا کام انجام دیا جاتا ہے- نیز یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلباء و طالبات یہاں پولٹری سے متعلقہ علوم کی تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں- اس ادارہ میں چوزے نکالنے کی ہیچری اور بٹیروں کی پیداواری صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے بارے میں مفید تحقیقی کام انجام دیا جاتا ہے-

(د) ایوین ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر کی اتھارٹی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال کے لئے علیحدہ سے انچارج تعینات نہیں کیا گیا بلکہ اضافی ذمہ داریاں پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چیئرمین پولٹری پروڈکشن یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کو تفویض کی گئی ہیں- پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم یونیورسٹی میں گریڈ 21 کے مستقل ملازم ہیں-

ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3499: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتال وڈسپنسریوں کی تعداد کیا ہے ؟

(ب) حکومت نے سال 2003 سے 2008 تک ضلع ہذا میں کتنے نئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں قائم کی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی کچھ اسامیاں خالی ہیں مذکورہ اسامیاں کب سے خالی ہیں حکومت کب تک ان کو پر کر دے گی ؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

سول ہسپتال برائے حیوانات	13
سول ویٹرنری ڈسپنسری	19
اے آئی سنٹر	04
اے آئی سب سنٹر	30
ویٹرنری سنٹر	59

(ب) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! ضلع گجرات میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی 12 اسامیاں سال 2000 سے خالی ہیں۔ یہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں لہٰذا معین وقت نہیں دیا جاسکتا۔

راولپنڈی، دودھ و گوشت کی پیداوار بڑھانے کے اقدامات

*3500: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لائیوسٹاک نے راولپنڈی میں گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 2007 سے اب تک جو عملی اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل سے سال وار ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) محکمہ نے دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے 2007 سے اب تک راولپنڈی میں جو عملی اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل سے سال وار ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) محکمہ لائیو سٹاک نے راولپنڈی شہر کے ارد گرد دیہاتوں میں کسانوں کو دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے جو سہولیات فراہم کی ہیں ان کے بارے میں ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک نے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے سال 2007 سے اب تک درج ذیل اقدامات کئے ہیں-جن سے تقریباً 4-3 فیصد گوشت میں اضافہ ہوا-

	سال 2007-08	سال 2008-09	2009-10 (جنوری 2010)
جانوروں کی تعداد برائے علاج معالجہ	156498	152006	116444
حفاظتی ٹیکہ جات (بذریعہ ویکسینیشن)	647340	751564	653370
کرم کش ادویات (بڑے اور چھوٹے جانور)	48702	92579	29615
مرغیوں کے لئے (ویکسینیشن)	355200	320833	240200
فارمز ڈے / فیلڈ ڈے	46	60	84
مویشی پال حضرات کو مشورے کے لئے میلہ مویشیاں	2	4	--
جانوروں کو اعلیٰ نسل کے ٹیکے لگائے گئے	47710	49064	24074

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے تاہم ان اقدامات سے دودھ کی پیداوار میں 6-5 فیصد اضافہ ہوا ہے-

مزید برآں راولپنڈی ڈویژن میں دودھ بڑھانے کے لئے محکمہ لائیو سٹاک نے مختلف پراجیکٹ کے ذریعے جن میں سپورٹس سروسز پراجیکٹ شامل ہے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے-

(ج) راولپنڈی شہر کے ارد گرد مضافات میں کسانوں کو دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے یونین کونسل کوٹھہ کلاں، مورگاہ، رحمت آباد، چک لالہ، شکریال، دھمیال، رنیال، اڈیالہ میں ویٹرنری سنٹرز اور ڈھوک گوجر خان میں ویٹرنری ڈسپنسری کام کر رہی ہے-جن کے تحت جانوروں کو موذی بیماریوں کے ٹیکے، علاج معالجہ اور افزائش حیوانات کی سہولت مہیا کی گئی

ہے۔ علاوہ ازیں شہر کے ارد گرد دیہاتوں کے لئے ایک موبائل ویٹرنری ڈسپنسری بھی ہمہ وقت کام سر انجام دے رہی ہے۔

ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ہسپتالوں / مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3501: **جناب طاہر اقبال چودھری**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال / مراکز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تعداد علیحدہ علیحدہ مراکز کے حوالے سے کیا ہے؟

(ج) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل 101 ہسپتال / مراکز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ویٹرنری ہسپتال	ویٹرنری ڈسپنسری	ویٹرنری سنٹر	نسل کشی سنٹر	نسل کشی سب سنٹر	کل تعداد
18	42	27	05	09	101

(ب)

نام اسامی	ویٹرنری ہسپتال	ویٹرنری ڈسپنسری	ویٹرنری سنٹر	نسل کشی سنٹر	نسل کشی سب سنٹر
ویٹرنری آفیسر	11	06	-	04	-
ویٹرنری اسسٹنٹ	36	39	23	-	-
اے آئی ٹیکنیشن	-	-	-	09	10
درجہ چہارم	36	42	07	05	-

(ج) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں۔

ویٹرنری ہسپتال	12
ویٹرنری ڈسپنسری	07
ویٹرنری سنٹر	03

ضلع فیصل آباد میں 2005 سے 2008 تک نئے بنائے گئے

مویشی پال فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3509: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش و حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال 2005 سے 2008 تک حکومت نے کتنے نئے مویشی پال فارم قائم کئے اور کہاں کہاں؟

(ب) کیا حکومت ضلع فیصل آباد میں مزید مویشی پال فارم قائم کرنے کو تیار ہے تاکہ ضلع میں گوشت کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کیا جاسکے اور قیمت پر بھی کنٹرول ہو سکے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ مویشی پال فارم نہ ہے۔

(ب) سر دست حکومت کی ضلع فیصل آباد میں مویشی پال فارم قائم کرنے کی کوئی سکیم نہیں ہے۔ نئے مویشی پال فارم قائم کرنے کے لئے حکومت کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔

ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ڈاکٹرز و دیگر عملہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3510: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ڈاکٹرز و دیگر عملہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بھر میں اکثر اسامیاں کافی عرصہ سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضرورت کے مطابق ویٹرنری ڈاکٹرز اور دیگر عملہ پورا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

نام اسامی	صوبائی حکومت	معدوم ضلع کونسل

ویٹرنری آفیسر	25	-
ویٹرنری اسسٹنٹ	63	51
اے آئی ٹیکنیشن	19	-
ملازم درجہ چہارم	16	86

(ب) ضلع بھر میں مندرجہ ذیل اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

نام اسامی	صوبائی حکومت	معدوم ضلع کونسل
ویٹرنری آفیسر	04	-
ویٹرنری اسسٹنٹ	-	16
ملازم درجہ چہارم	-	04

(ج) ویٹرنری آفیسرز کی ریکروٹمنٹ کا اختیار پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ہے اور دیگر سٹاف (معدوم ضلع کونسل) کو تحریر کیا جا چکا ہے۔

ضلع چکوال، ہسپتال وڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3674: جناب شیر علی خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2007 اور 2008 ضلع چکوال میں سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات نے کل کتنے چالان اور کتنا جرمانہ وصول کیا؟

(ب) ضلع چکوال ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ج) ضلع چکوال میں کتنے مویشی پال فارم ہیں ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے، یہ نفع میں چل رہے ہیں یا نقصان میں تفصیل بیان کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع چکوال میں سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات کا کوئی دفتر نہ ہے۔

(ب) ضلع چکوال میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

ویٹرنری ہسپتال = 14 ویٹرنری ڈسپنسریاں = 66

(ج) ضلع چکوال میں گورنمنٹ کا کوئی مویشی پال فارم نہ ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا افضل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ بھٹی صاحب! آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب سے پہلے محترمہ ڈار صاحبہ کو وقت دیں۔ جی، محترمہ، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے عورتوں کی ملازمتوں کے حوالے سے بات کی کہ جو عورتیں 18 سال سے زیادہ ہو جاتی ہیں اور وہ گھر پر بیٹھی رہتی ہیں، ان کی شادیاں نہیں ہوتیں اور ان کو ملازمت بھی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں، تقریر نہ کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! ہماری ایک رکن محترمہ ثمینہ خاور حیات نے کہا کہ مردوں کو چار شادیوں کی اجازت دینی چاہیئے اور میں سب سے پہلے اپنے خاوند کو چار شادیوں کی اجازت دیتی ہوں ۔اس طرح یہ الفاظ کہنے سے مقدس House کی توجہ اصل مقصد سے ہٹائی گئی۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جو ایسی کارروائی روکنے کی کوشش کرتے ہیں یہ House کے لئے زیادتی ہے۔ یہ House ایک مقدس ایوان ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ اس میں irrelevant کوئی بات نہیں ہو گی۔ انہوں نے یہ بات کیوں کی؟ دیکھیں! یہ کون سے مسلمانوں کی اقسام میں سے ہیں جو چار شادیوں کی اجازت تو دیتے ہیں۔ ۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ بہت ہو چکا۔ جی، بھٹی صاحب!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے آپ سے اجازت لی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: بس آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔ ہم نے آپ کی بات سن لی ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بہت اہم مسئلہ کی طرف معزز وزیر قانون صاحب کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ اس میں کوئی doubt نہیں ہے کہ صوبہ پنجاب۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی پوری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی ٹھہریں۔ شیخ صاحب! ان کی بات کہاں تک سنوں گا؟ ان کے دو منٹ پورے ہو گئے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ جو چار شادیوں کی اجازت تو دیتے ہیں لیکن نماز کے وقت یہ کورم کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر تھی۔ میں بہت اہم بات کی طرف وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ صوبہ پنجاب کو محنتی اور ایماندار پولیس افسران کی ضرورت ہے۔ میں تھوڑا سا پیچھے جانا چاہتی ہوں کہ جب گورنر rule تھا تو اس وقت ایک ایماندار اور محنتی پولیس آفیسر نے گورنر صاحب کے حکم کو disobey کیا تھا اور اس نے اپنا میرٹ اور اپنی ایمانداری نہیں چھوڑی تھی جس کے نتیجے میں حکومت پنجاب نے ان کو بڑا appreciate کیا تھا اور ان کو ایس پی انوسٹی گیشن راولپنڈی تعینات کر دیا تھا۔ وہاں پر بھی ان کی ایمانداری اور ان کے میرٹ پر کام کرنے کے چرچے تمام پنجاب نے سنے ہیں، میں نے بھی سنے ہیں۔ میں اس کو appreciate بھی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ آپ اسے کسی تحریر میں لے کر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ آج اس ایماندار افسر کو او ایس ڈی بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ حکومت ہیں؟ حکومت کے جو کام ہیں وہ اسے کرنے دیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جنہوں نے ایڈمنسٹریشن چلانی ہے وہ اپنے حساب سے چلائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یا تو انہیں floor نہ دیا جاتا اور وہ بات نہ کرتیں۔ اب انہوں نے بات کر لی ہے تو اس کا حکومت کی طرف سے answer بھی آئے گا۔ آپ محترمہ کو کہیں کہ وہ لکھ کر دے دیں۔

جناب سپیکر: میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ وہ لکھ کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آپ نے میری بات ہی نہیں سنی ہے۔ میں کسی کو criticize نہیں کرنا چاہ رہی تھی لیکن ایک چیز point out کرنا چاہ رہی تھی۔ میں criticism پر یقین نہیں رکھتی۔ آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں کہ ہماری طرف سے جو بات ہو گی وہ غلط ہی ہو گی۔ اسی طرح اخباروں میں یہ باتیں زینت بن چکی ہیں کہ ہم پر criticize کیا جاتا ہے۔[*****]

جناب سپیکر: اب آپ آئندہ ایسے الفاظ استعمال نہیں کریں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آئندہ یہ لفظ۔۔۔(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR.SPEAKER: No. I, will not allows. I will not allow.

ان الفاظ کو حذف کیا جائے اور ان کا مائیک بند کیا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: میں اب آپ کی بات نہیں سنوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ان سے کہیں کہ اخبار میں جو خبر ہے یہ مجھے دے دیں اس کے بعد میں بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ اخبار ادھر پہنچائیں۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اخبار House میں کیوں لے کر آتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ اخبار میں اس لئے لے کر آئی ہوں کہ آپ کو دکھاؤں[***]

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ پھر غلط الفاظ استعمال کر رہی ہیں۔ ان کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ تشریف رکھیں۔ یہ اخبار ادھر پہنچائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ اگر یہ الفاظ واپس نہیں لیتیں تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے گو لوٹے گو کی نعرہ بازی)

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر وزیر قانون متوجہ ہوں تو میں بات کروں۔

جناب سپیکر: یہ اخبار محترمہ سے لے کر مجھے پہنچائیں اور وزیر قانون کو دکھاتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں اور بات ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: اس کا جرمانہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اس طرح اخبار اندر کیوں لے کر آئی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ مجھے جرمانہ کریں اور میں جرمانہ کروانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کوئی اس طرح سے ہمیں دھمکیاں لگائے گا کہ میں وزیر اعلیٰ سے شکایت لگاؤں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں اور تشریف رکھیں۔ وہ بات آپ کے متعلقہ نہیں ہے بلکہ میرے متعلقہ ہے اور میں اس کا جواب دینا جانتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ اس طرح سے ہمیں pressurize اور الٹی سیدھی باتیں کریں گے تو ایسی باتیں کرنے کا ان کا مقصد کیا ہے؟

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آج جمعہ کا دن ہے۔ آگے پانی پر بھی بحث ہے اور اس کے علاوہ تحاریک التوائے کار بھی ہیں تو اس حساب سے چلیں۔ جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے طے ہوا تھا کہ چار اہم محکموں کے سیکرٹری صاحبان اسمبلی میں تشریف لایا کریں گے۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ سوائے چند دن کے سیکرٹری صاحبان تشریف نہیں لا رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہماری اسمبلی کے تین ریسرچ آفیسرز ہیں اور جب بھی کسی معاملے پر میں نے انہیں تلاش کیا ہے تو وہ ریسرچ آفیسرز نہیں ملتے اور ہم ایم پی ایز کو کام کرنے کے لئے کوئی سہولیات نہیں ہیں۔ ہمارے اوپر حلقے کی جتنی ذمہ داریاں ہیں اور ڈویلپمنٹ کی ذمہ داریاں ہیں تو اسمبلی کے floor پر کچھ پیش کرنا ہو، ہمیں کچھ ریسرچ کرنی ہو تو وہ آفیسرز اسمبلی میں آتے ہی نہیں ہیں اور ان حالات میں بڑا مشکل ہے کہ ہم لوگ اسمبلی کے اندر محنت کر کے کوئی result آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔ جب میں نے پوچھا کہ ان کی حاضری کہاں لگتی ہے تو مجھے پتا چلا کہ وہ افسران ہیں اور ان کی حاضری بھی نہیں لگتی۔ میری آپ سے پُرزور درخواست ہے کہ کم از کم ان کی حاضری لگائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب کی باتوں پر implement ہونا چاہئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک مقدس ایوان ہے تو یہاں پر slain بولنے کے لئے سختی سے منع کیا جائے۔ لوٹا لفظ بالکل slain میں آتا ہے اور اس مقدس ایوان میں کسی کو حق نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ایسے الفاظ بولے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی intelligent آدمی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے فیصلہ کرے کہ وہ کس پارٹی کی حمایت کرنا چاہتا ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

پولیس ٹریننگ سنٹر چوہنگ لاہور کے انچارج کا ایم پی اے کو جھوٹے مقدمے میں شامل کروانے کی کوشش

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف آپ کی وساطت سے جناب لاء منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقہ تحصیل گوجر خان تھانہ جاتلی میں ایک مقدمہ نمبر 10/21 جھوٹا اور بے بنیاد درج ہوا جسے on merit پولیس والوں نے خارج کر دیا۔ گزشتہ سوموار کو لاہور سے چوہنگ پولیس کمانڈنٹ ٹریننگ سنٹر سے میجر مبشر صاحب نے ٹیلیفون پر تھانے میں ایک رپٹ لکھوائی اور وہاں سے مقدمے کی مسل اور جن کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا تھا، انہیں، ایس ایچ او اور تفتیشی کو چوہنگ ٹریننگ سکول میں منگل والے دن طلب کر لیا اور جب وہ آئے تو انہیں صبح 10 بجے سے لے کر شام 7 بجے تک حبس بے جا میں رکھا جن لوگوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا تھا انہیں pressurized کیا گیا۔ معاملہ زمین کا تھا اور زمین انہوں نے انتقال کروالی تھی۔ اب پیسے واپس لینا چاہتے تھے اور ایک 80 سال کا فالج کا مریض جو چارپائی پر پڑا ہے، اس

کے خلاف بھی جھوٹا مقدمہ درج کروایا گیا اور پھر انہیں ڈرایا دھمکایا گیا اور ساتھ ہی یہ کہا گیا کہ لکھ کر دیں کہ یہ ایم پی اے کے کہنے پر خارج ہوا ہے۔

جناب سپیکر! پولیس آرڈر 2002 کے تحت وہ بورڈ میٹنگ میں جاتے یا اگر کسی عدالت کا کوئی حکم ہوتا تو وہ اس کی تفتیش کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کو ناجائز pressurized کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کا نوٹس لیا جائے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک غریب family کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوئی کہ گوجر خان، اس ضلع یا ڈویژن میں کوئی آفیسر نہ تھا کہ اگر اس بات کی انکوائری یا تفتیش مقصود تھی تو وہاں کسی کے ذمہ لگائی جاتی۔ میری سوچ سمجھ کے مطابق اس کا کوئی official order نہیں تھا اور انہوں نے اپنی یونیفارم کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں پر ماتحت پولیس افسروں سے رپٹ لکھوا کر مسل منگوائی اور انہیں pressurized کر کے ان سے زیادتی کی، اس میں میرا نام ڈلوانے کی کوشش کی اور ناجائز کوشش کی کہ آپ لکھ کر دیں۔ انہوں نے نہیں لکھ کر دیا اور وہاں سے واپس آکر مجھے بتایا کہ صبح 10:00 بجے سے لے کر شام 7.00 بجے تک وہاں مدعی مقدمہ بھی موجود تھا۔ ایک اور پرائیویٹ آدمی کے سامنے اس فریقین مقدمہ کو pressurized کیا گیا، بے عزت کیا گیا اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ یہاں ان کا کوئی جاننے والا اور پوچھنے والا نہیں تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! subject to verification جو شوکت عزیز بھٹی صاحب نے کہا ہے تو میں ہوم سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب سے بات کر کے اس معاملہ کی factual position کے مطابق اگر کسی آدمی نے اس طرح اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے تو اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ سوموار کو اس کا جواب آ جائے گا اور میں اس کا ثبوت یہ دے دیتا ہوں کہ متعلقہ تھانے میں telephonic رپٹ درج ہے جسے درج کروا کر انہوں نے یہاں انہیں بلایا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر موصوف چاہتے ہیں کہ میں in House اس کا جواب table کروں تو پھر وہ لکھ کر دیں اور اگر زبانی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں تو ابھی

اجلاس کے بعد آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب سے بات کر کے اس معاملے کو resolve کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!میرا خیال ہے کہ اسے آج ہی کروا دیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر صاحب کی خدمت میں ایک اور اسی طرح کی good governance کی خبر ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ڈیلی ٹائمز میں خبر آئی ہے کہ:

> Chairman TEVTA accused victimizing female subordinate Nabeela. Alleges Saeed Alvi harasser in office says police CS did not entertained request for registering case against TEVTA Chairman. Alvi says allegations are baseless.

جناب سپیکر!کیا ایسے آدمی کو TEVTA کا چیئرمین رہنا چاہئے جس کے خلاف اس کے subordinates کے اس طرح کے allegations ہوں؟ حکومت کو اس کا سخت نوٹس لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ اس کا نوٹس لے لیں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انہوں نے اس پر کیا کارروائی کی ہے کیونکہ دسمبر کا واقعہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بالکل کریں گے، یہ اخباری باتیں ہیں۔ آپ ادھر جا کر ان سے بات کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!پچھلے ہفتے یہاں پر پنجاب یونیورسٹی کی انتظامیہ نے اپنے ملازمین کو غیر قانونی طور پر شوکاز نوٹس اس وجہ سے دیئے تھے کہ انہوں نے انتظامیہ کی کرپشن کو

بے نقاب کیا تھا اور وہ agitation کے لئے پنجاب اسمبلی کے باہر آئے تو میں نے آپ کی یہاں توجہ مبذول کروائی تھی۔ اس پر آپ نے وزیر تعلیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور کہا تھا کہ وہ بدھ کو یہاں پر اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔ بدھ کو رپورٹ پیش نہیں ہو سکی، جمعرات کو بھی پیش نہیں ہو سکی اور آج جمعہ آ گیا ہے۔ براہ مہربانی اس پر وزیر تعلیم کو direction دی جائے کہ وہ اس پر اپنی رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! جب ہم یہاں سے فارغ ہو جائیں گے تو آپ دو منٹ کے لئے میرے چیمبر میں آنا وہاں بیٹھ کر بات کریں گے۔ علی حیدر نور خان نیازی مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ واربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 1619 اور 2211 کے بارے مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ واربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار لی جاتی ہے۔ یہ تحریک مہر اشتیاق صاحب کی ہے اس کا نمبر 95/10 ہے۔

افسران کی ایک ہی ضلع میں عرصہ تین سال سے زائد خلاف پالیسی تعیناتی

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم ایک سیٹ پر تین سال سے زائد ایک جگہ اور ایک ہی شہر / محکمہ میں (گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین) فرائض انجام نہیں دے سکتا۔ خاص کر انتظامی عہدوں پر اس پالیسی کا اطلاق ہوتا ہے مگر اس کے باوجود کافی افسران ایک ہی شہر اور ضلع میں عرصہ پندرہ بیس سال سے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان بااثر افسران کو ان اضلاع سے transfer کرنے کی بجائے ان کو ایک ہی محکمہ سے دوسرے محکمہ میں انتظامی اور charming پوسٹوں پر تعینات کر دیا جاتا ہے جس کی مثال ضلع فیصل آباد میں تعینات ایک افسر کی ہے جو 1996 سے اسی ضلع کے مختلف اداروں /

محکمہ جات میں انتظامی /charming پوسٹوں پر اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت یہ افسر اس ضلع میں ڈائریکٹر فنانس اینڈ پلاننگ کی اسامی پر کام کر رہا ہے۔ اس کے خلاف کافی بے قاعدگیوں اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے کی کارروائیاں رپورٹ ہوئی ہیں اور چل رہی ہیں مگر اس کو اس ضلع سے باہر transfer نہیں کیا گیا ہے جو اس کے بااثر ہونے کا ثبوت ہے۔ جس بناء پر نہ صرف اس ضلع بلکہ پورے صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو آپ Monday تک pending فرمادیں کیونکہ اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ Monday کو اس پر جواب لینے کے بعد میں respond کروں گا۔

جناب سپیکر: اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک جناب خالد امتیاز خان بلوچ کی ہے۔

حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُورد بُرد

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے TMA اقبال ٹاؤن میں corruption کی انتہا ہو گئی ہے اور اگر پچھلے پانچ سال کے ریکارڈ کا جائزہ لیا جائے تو تقریباً ایک ارب روپے کے ترقیاتی فنڈز خُورد بُرد ہو گئے ہیں جبکہ اس علاقہ میں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور پارک اجڑے پڑے ہیں۔ اس corruption اور لوٹ مار کی حالیہ مثال یہ ہے کہ TMA اقبال ٹاؤن نے بذریعہ اشتہار مورخہ 1-12-2009 کو 3 کروڑ 49 لاکھ روپے کے ترقیاتی کاموں کے ٹینڈر جاری کئے، اسی دن ہی وصول کئے اور کوئی بھی ترقیاتی کام کروائے بغیر 2 کروڑ 88 لاکھ 62 ہزار 2 سو 72 روپے کی ادائیگی کر دی جبکہ موقع پر کسی ترقیاتی کام کا وجود تک نہ ہے اور محکمہ بلدیات کے اعلیٰ افسران اور انٹی کرپشن سرکل فیصل

آباد کے افسران نے اپنا حصہ وصول کرکے چپ سادھ لی ہے۔ اس لوٹ مار کی خبر تمام اخبارات میں جلی حروف میں شائع ہونے کے باوجود ملزمان کے خلاف تاحال کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

TMA اقبال ٹاؤن کے عملہ اور ٹھیکیداروں کی ملی بھگت سے اس کھلی لوٹ مار پر علاقہ TMA اقبال ٹاؤن کے لاکھوں شہری بالخصوص اور فیصل آباد کے شہری بالعموم پریشان اور مشتعل ہیں اور ان میں غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کا فوری نوٹس متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کہہ کر لیتا ہوں اور Monday کو اس کا جواب اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اس کا جواب Monday کو House میں پیش کیا جائے گا۔ یہ توسیع کی رپورٹ ہے۔ سردار محمد خان کھچی مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار محمد خان کھچی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 (Bill No. 7 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 (Bill No. 7 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 (Bill No. 7 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی تحریک محترمہ فرح دیبا کی ہے ان کی تحریک کا نمبر 89/10 ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر!

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک فلم انڈسٹری پر Entertainment Tax سے متعلق تھی۔ چونکہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری اپنی کسی میٹنگ

کے سلسلے میں اسلام آباد تھے اس لئے میری بات نہیں ہو سکی تو آج وہ صبح تشریف لائے ہیں ان سے بات ہوئی ہے۔ اس میں گورنمنٹ کی proposal یہ ہے کہ 65 فیصد ڈیوٹی کو کم کر کے 20 فیصد کر دیا جائے اور Entertainment Tax کا استثنیٰ جو 30۔جون 2009 تک تھا اسے مزید تین سال کے لئے بڑھا دیا جائے۔ یہ proposal محکمے نے اپنی recommendations کے ساتھ وزیراعلیٰ صاحب کو بھیجی ہوئی ہے اور میں اس معزز ایوان کو یا اس معزز ایوان کے ذریعے فلم انڈسٹری کے لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر گورنمنٹ positive decision لے گی۔ ان کا ٹیکس نہ صرف 65 فیصد سے 20 فیصد ہو جائے گا بلکہ یہ تین سال کا استثنیٰ بھی ہو جائے گا۔ ڈیپارٹمنٹ نے اس proposal سے already agree کر کے سمری وزیراعلیٰ کے آفس بھجوائی ہوئی ہے اور انشاء اللہ within a week hopefully یہ معاملہ finalize ہو جائے گا۔ آپ اس کو next session تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! آپ کی بھی تحریک ہے، یہ کون سی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہی PCS والی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! PCS افسران سے ہونے والی ناانصافی سے متعلق جو معاملہ اس معزز ایوان میں اس مرتبہ بھی اور اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اٹھایا گیا لیکن اس پر کوئی مؤثر اور نتیجہ خیز پیشرفت نہیں ہو سکی۔ اس مرتبہ ہم نے اس کو ایک مؤثر اور regular طریقہ سے attend کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ hopefully یہ PCS Officers سے ہونی والی زیادتی ہے یا ناانصافی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ اب میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جواب سنیں، بڑا اہم معاملہ ہے۔ ذرا سنئے گا جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر چیف سیکرٹری پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس کمیٹی میں ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب چیئرمین ہیں، فنانس سیکرٹری، سیکرٹری سروسز، سیکرٹری ریگولیشن اور ڈپٹی سیکرٹری سروسز ممبرز ہیں اور اس کے ساتھ جو PCS Officers Association کے صدر مسٹر منظور حسین ناصر ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہے اور اس کمیٹی کا جو پہلے جواب آیا تھا اس میں وہ شامل نہیں تھے۔ میں نے خصوصی طور پر چیف سیکرٹری صاحب کو درخواست کی کہ آپ ان کو بھی شامل کریں تاکہ یہ اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ یہ کمیٹی اپنی سفارشات 10۔مارچ تک انشاء اللہ تعالیٰ اس معزز ایوان میں پیش کرے گی اور اس کے اوپر بحث ہونے کے بعد جو درست اور ناانصافی کو ختم کرنے پر مشتمل recommendations ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ ان پر عملدرآمد کرے گی کیونکہ 10۔مارچ تک تو اجلاس نہیں چلے گا تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو آپ یہ تحریک next session تک pending فرما دیں اور یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next session تک pending کی جاتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس پر بات تو کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر بات نہیں ہو گی، اب next session میں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات تو سن لیجئے کہ صرف ایک ایک منٹ ان کو دے دیجئے۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے اس سے پہلے اس House میں کمیٹی بنی تھی اس میں آپ کے والد صاحب بھی تھے اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ بھی تھے انہوں نے باقاعدہ

ایک رپورٹ لکھی تھی اور اس میں انہوں نے سفارشات دی تھیں اور یہ اب انہوں نے جو کمیٹی بنائی ہے اس میں سارے CSP Officers ہیں وہ اپنا کیس خود کیسے سن سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سیکرٹری سروسز کون ہیں، ACS کون ہیں، یہ سارے CSP officers ہیں اور یہ اپنا ہی کیس سنیں گے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بات سنیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو کمیٹی ہے اس سے پہلے جو فیصلے ہو چکے ہیں اور جو کہ طے شدہ ہیں جن کا ذکر بھی محترم بھائی شیر علی صاحب نے کیا ہے ان سفارشات پر عملدرآمد نہ ہونے والے عوامل پر غور کرے گی اس پر عملدرآمد کو ensure کرے گی اور اس کمیٹی میں PCS Officers Association کے صدر ہیں جو تھوڑے دن پہلے elect ہوئے ہیں ان کو بھی اس میں ممبر رکھا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ جو آپ کمیٹی بنا رہے ہیں اس میں آپ ہم میں سے دو بندے لے لیں جن کو آپ مناسب سمجھیں، ایک اِدھر سے لے لیں اور ایک اُدھر سے لے لیں، ہمارے لئے صرف اتنا کر دیں۔ میں چیف منسٹر صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے خود appreciate کیا کہ ہاں ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور لاء منسٹر صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے fully support کیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں، آپ کے والد صاحب نے بھی اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے بھی مہربانی کی تھی۔ آپ مہربانی کر کے ہم میں سے دو آدمی لے لیں جن کو آپ مناسب سمجھیں، ایک اِدھر سے اور ایک اُدھر سے لے لیں۔

جناب سپیکر: یہ کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب نے بنائی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جی، یہ کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب نے بنائی ہے اور یہ ایڈمنسٹریشن سائیڈ پر Administrative Committee ہے اس کی سفارشات نے ایوان میں آنا ہے اور اس ایوان نے ان سفارشات پر غور کرنا ہے اور پھر اس کے بعد اگر House کا sense ہوا تو اس پر کمیٹی بنادی جائے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ذرا بات سنیں! یہ کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب نے بنائی ہے اور آپ کے House کی کمیٹی اس کو examine کرے گی جہاں پر آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے غلط کیا ہے یا زیادتی کی ہے وہ آپ کو حق ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔ آپ یہ کردیں کہ انہوں نے 10۔مارچ کی تاریخ رکھی ہے اور آپ ہم میں سے تین چار یا پانچ آدمیوں کی کمیٹی بنادیں وہ ہمیں 11، 12 یا 13۔مارچ کو رپورٹ دے دیں، ہم اسے examine کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! How is it possible.

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ next session کے لئے pending ہے اور اس کی رپورٹ جو آئے گی وہ ایوان میں پیش ہوگی تو اس کے بعد پورا ایوان اس کو examine کرے گا اور اگر کمیٹی بنانے کی sense ہوئی تو پھر ٹھیک ہے۔ اس وقت اس بات کو دیکھا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک طریق کار ہے۔ اسی طرح ہوگا جس طرح آپ چاہ رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! 1986 میں کمیٹی نے سفارشات طے کردی تھیں وہ اسی معزز ایوان کے ممبران کی کمیٹی تھی جس میں وہی تذکرہ جو شیر علی خان صاحب نے کیا ہے کہ آپ کے والد محترم، سردار ذالفقار علی خان کھوسہ اور مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب اس کے ممبرز

تھے۔ میری صرف دو مختصر سی گزارشات ہیں ایک تو یہ ہے کہ معزز ایوان کی کمیٹی جو 150 صفحات پر مشتمل سفارشات دے چکا ہے ان سفارشات پر سو فیصد عملدرآمد کرانے کے لئے اس کمیٹی کو کہہ دیا جائے۔ دوسری بات ان عوامل کے بارے میں ہے جو محترم لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان عوامل کا جائزہ لیا جائے جن عوامل کی وجہ سے گزشتہ پچیس سالوں میں اس معزز ایوان کی کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو کمیٹی بیوروکریٹس کی بنائی ہے اس میں صرف ایک ممبر PCS ہے اور ایک جو ex-officio ممبر رکھا ہے وہ PCS Association کا نمائندہ ہے تو میری آخری گزارش یہ ہے کہ ان کا scope of work ہے اس کو آپ define کر دیں اور صرف اس حد تک یعنی ایک بات تک محدود کر دیں کہ وہ کمیٹی کوئی نئی پالیسی نہیں بنائی گی، کوئی نئی سفارشات پیش نہیں کرے گی اور کوئی نئی contractual بات سامنے نہیں لائے گی، وہ کمیٹی صرف ایک نکتہ کی حد تک یعنی 1986 میں اس معزز ایوان کی طرف سے پاس شدہ سفارشات پر عملدرآمد کرانے تک محدود رہے گی اور یہ ruling فرمادیں اور پھر 10-مارچ تک ہم اس کو pending کروا دیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، آپ تشریف رکھیں، اس طرح اس معاملے کو خراب نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ میں نے ان کو next session تک کا ٹائم دیا ہے۔ یہ ان کی رپورٹ ہمارے پاس آئے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمارا بھی right ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، کیا کرتی ہیں؟ آپ کا بھی right ہے ٹھیک ہے لیکن آپ تشریف رکھیں اور آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ جب میں بول رہا ہوں تو پھر درمیان میں نہیں بولنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں معلوم ہے۔

جناب سپیکر: پھر interruption نہ کریں۔ بات یہ ہے کہ یہ رپورٹ آنے دیں اور یہ رپورٹ آپ کے اس House میں آئے گی۔ ہم اس پر آپ کے ممبران کی ایک کمیٹی انشاءاللہ بنائیں گے، وہ جب اس کو فائنل کرے گی تو اس کے مطابق عمل کروائیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کمیٹی کو محدود کر دیں کہ سابقہ رپورٹ پر صرف عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ سابقہ رپورٹ کوئی غائب نہیں ہو سکتی وہ ریکارڈ کا حصہ ہے، ریکارڈ میں موجود ہے۔ اس پر ہم دیکھیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور PCS Officers کے متعلق معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو شاید اتنا پتا نہیں جتنا مجھے پتا ہے۔ آپ اس بارے میں مہربانی کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج Irrigation پر debate ہونی تھی۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: Have patience، میں بیٹھا ہوا ہوں، میں کس لئے بیٹھا ہوا ہوں؟ جی، next ڈاکٹر سامیہ امجد، سیمل کامران صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ میرے خیال میں یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ تحریک التوائے کار نمبر 09/902 ہے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ نے اس کا جواب دینا تھا۔

پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کو ریگولر نہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 902 منجانب ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ جواب آیا ہے کہ Punjab Rural Support

میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کو ریگولر کرنے کے لئے سمری اعلیٰ حکام کو Programme منظوری کے لئے بھجوادی ہے۔جونہی یہ سمری واپس موصول ہوئی تو ان احکامات کی روشنی میں پیرا میڈیکل سٹاف کا بھی فیصلہ کیا جائے گا۔میں آج ہی اس کا پتا کرواؤں گا کہ سمری پر کس حد تک پیشرفت ہوئی ہے اور Monday کو انشاءاللہ آپ کو اس پر حتمی جواب سے مطلع کروں گا۔

MR. SPEAKER: Kept pending till Monday.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تیسری دفعہ pending ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ کوئی final commitment دیں کیونکہ اس میں ڈاکٹروں کی ایک بہت بڑی movement شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کہہ دیا ہے کہ انشاءاللہ آپ کو Monday کو جواب دے دیں گے۔کوئی بات نہیں، کہیں ایسی بات ہو جاتی ہے۔اب next ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔اس کو بھی till next session pending کیا جاتا ہے۔اب چودھری صاحب یہ آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 957 ہے، کیا یہ پڑھی گئی ہے؟

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ پڑھی گئی تھی۔آپ نے جمعہ تک کے لئے pending کی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ تو ابھی پڑھی ہی نہیں گئی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں اور بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: ہم آگے جا چکے ہیں۔تحریک التوائے کار نمبر 957/09 ہے۔جی، کون پڑھ رہا ہے، کس کا نام لکھوں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں پڑھ رہی ہوں۔آپ ذرا ادھر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

صوبہ میں کتے کے کاٹنے کا باقاعدہ ہسپتال نہ ہونے

کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 09/12/5 کی خبر کے مطابق، لاہور پنجاب حکومت کی جانب سے صحت کی بہترین سہولیات فراہم کرنے کے دعوؤں کے باوجود آج تک صوبہ بھر میں کتے کے کاٹنے کے مرض کے علاج کے لئے کوئی ہسپتال قائم نہیں ہو سکا جس کے باعث ہر سال 14 ہزار کے قریب مریض دربدر ہوتے رہتے ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں قائم واحد ڈاگ بائٹ سنٹر مریضوں کو چار ٹیکوں کا کورس کروانے کی بجائے صرف پہلا ٹیکہ لگا کر ٹرخا دیتا ہے۔ حکومت کی جانب سے بھاری فنڈ حاصل کرنے کے باوجود مریضوں کو -/750 روپے والے ٹیکے (Vero rub) کے لئے بازار کا رُخ کروا دیا جاتا ہے۔ ٹیکہ بازار سے قیمتاً حاصل کر کے مریض خود ہی چار ٹیکوں کا کورس پورا کرواتا ہے۔ لاہور میں قائم یہ سنٹر دوپہر 2:00 بجے کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ لاہور سے باہر کے شہروں سے آنے والے مریضوں کو شدید دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔ مریضوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس صورتحال کا نوٹس لیں۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہسپتال بشمول ٹیچنگ ہسپتال ڈی ایچ کیو، ٹی ایچ کیو میں کتے کے کاٹے کے علاج کی کوئی سہولت میسر نہ ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ادویات کی خریداری کے لئے ریٹ کنٹریکٹ کیا ہے جس میں کتے کاٹے کی ویکسین بھی شامل ہے۔ اس ریٹ کنٹریکٹ کے تحت صوبے کے تمام ای ڈی اوز اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو اختیار ہے کہ وہ اپنی ضروریات اور بجٹ کے مطابق ادویات بشمول کتے کے کاٹے کی ویکسین خرید سکیں۔ ان اداروں کو ان ادویات کی خریداری اور فراہمی کو یقینی بنانے کی ہدایت بھی

جاری کی ہوئی ہے۔ اس طرح صوبہ بھر کے تمام مذکورہ ہسپتالوں میں کتے کاٹے کے علاج کی سہولت موجود ہے۔ مزید بر آں محکمہ نے صوبہ کے تمام ٹیچنگ، ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں 24 گھنٹے فری میڈیسن اور ایمرجنسی طبی امداد کی سہولت کو یقینی بنایا گیا ہے لہذا مریضوں کو اس ضمن میں لاہور آنے کی ضرورت نہ ہے۔ مزید بر آں Institute of Public Health میں بھی کتے کے کاٹے کے مریضوں کے علاج کی سہولت موجود ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب کو اس سلسلے میں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ یہ غریب آدمی کا مسئلہ ہے۔ ان ہسپتالوں میں ایک ٹیکہ تو لگا دیا جاتا ہے مگر پورا کورس مکمل نہیں کروایا جاتا۔ ان مریضوں کو باقی کے بھی سات ٹیکے لگائیں جائیں لیکن cold chain موجود نہ ہونے کی وجہ سے اسلام آباد سے ان ٹیکوں کی جو carry on ہے وہ نہیں بھیجی جاتی۔ ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں کتے کے کاٹے کے سنٹر موجود ہیں۔ کتے کے کاٹے کی ویکسین بھی موجود ہے لیکن وہاں صرف پہلا ٹیکہ لگایا جاتا ہے اور جب مریض دوبارہ باقی کی dose لینے کے لئے جاتے ہیں تو وہ نہیں دی جاتی۔ سفارش کی جاتی ہے کہ وفاقی حکومت کے under یہ جو Anti Rabies کا National Institute ہے ان کو تاکید کی جائے کہ کتے کے کاٹے کی جو مقدار ہے، جو registered مریض ہیں ان کی تعداد کو ensure کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سُنیں۔ آپ کی بات سُنی گئی ہے۔ بہت مہربانی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

ماڈل کالونی والٹن لاہور میں کھدائی کے دوران سوئی گیس کے اخراج کی شکایت پر عملہ کا بر وقت ایکشن نہ کرنے سے ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کی ہلاکت

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور نہایت فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 31۔جنوری 2010 کنٹونمنٹ بورڈ کے ایک کنٹریکٹر نے ماڈل کالونی والٹن میں ایک 18 فٹ کی گلی میں کھدائی کے لئے مشین لگائی جس کی وجہ سے اس گلی میں موجود گیس پائپ لائن سے گیس کا اخراج شروع ہو گیا۔ کنٹریکٹر نے اس پائپ لائن کی مرمت کرنے کی بجائے مٹی ڈال کر اس پائپ لائن کو بند کر دیا اور گیس بذریعہ سیوریج پائپ علاقے کے اندر پھیل گئی۔ متعلقہ علاقہ کے لوگوں نے محکمہ سوئی گیس کو شکایت درج کروائی اور شکایت نمبر بھی حاصل کیا گیا اور ایک سے زائد بار شکایت درج کروائی گئی۔ محکمہ نے شام 4 بجے درج کروائی گئی شکایت کے نتیجے میں صبح 6 بجے تک کسی عملہ کو موقع پر کارروائی کے لئے نہ بھیجا۔ یہاں تک کہ ساری رات سوئی گیس کا اخراج جاری رہا اور صبح ایک گھر میں بجلی کا بلب جلانے کے لئے سوئچ آن کیا گیا تو ایک زوردار دھماکا ہوا جس کے نتیجے میں گھر کے 6 افراد بری طرح جھلس گئے جن میں محمد اشرف، اس کی 33 ہفتوں کی حاملہ بیوی، 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل تھے۔ اس واقعے کے بعد 3 گھنٹے مزید گزر گئے لیکن محکمے کی طرف سے کسی قسم کی کارروائی نہ کی گئی۔

جناب سپیکر! ظلم تو یہ ہے کہ ان 6 جھلسنے والے افراد کو میو ہسپتال لاہور میں داخل کروایا گیا تو محمد اشرف زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے پہلے جاں بحق ہو گیا، دو دن بعد اس کی حاملہ بیوی، اس کے تین دن بعد 7 سالہ بیٹی اور 5 سالہ بیٹا اور 18۔فروری کو یعنی پرسوں اس کی 13 سالہ بیٹی خالق حقیقی سے جا ملے ہیں اور جو بچی زندہ ہے وہ بھی موت و حیات کی کشمکش میں ہے اور اس کے ہاتھ جھلسنے کی بناء پر کاٹ دیئے گئے ہیں۔ آئے روز اس گھر سے جنازے اٹھنے سے سارے علاقے میں ماحول سوگوار ہے لیکن محکمے سے رابطہ کیا گیا تو ان کی طرف سے واضح جواب یہ دیا گیا کہ ایسے واقعات تو آئے روز ہوتے رہتے ہیں۔ ہم اپنے کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس گھر کی سوئی گیس لیک ہوتی رہی ہے جس وجہ سے یہ حادثہ ہوا ہے۔ اس ضمن میں یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ اس گھر میں غربت کا یہ عالم ہے کہ پچھلے تین سال سے اس گھر کے اندر گیس کا کنکشن موجود نہ ہے لیکن محکمہ کی ہٹ دھرمی

ہے کہ انھوں اس سنگین غفلت برتنے والے کسی بھی آفیسر یا اہلکار کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی کارروائی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اس اندوہناک حادثے کی بنا پر لاہور میں عمومی طور پر اور میرے حلقہ میں خصوصی طور پر بے چینی، اضطراب، غم و غصہ اور خوف پایا جاتا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اجلاس کے وقت میں آدھ گھنٹہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔جی، راناصاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! مجھے اس واقعہ پر دلی افسوس ہے اور میں اظہار افسوس کرتا ہوں۔ میاں نصیر صاحب نے اس پر تحریک التوائے کار پیش کی ہے، میں میاں نصیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے محکمے کا جو بھی مؤقف ہو گا وہ تو سوموار کو اس معزز ایوان میں پیش کر دوں گا لیکن اگر اتنی criminal negligence اگر کچھ لوگوں نے کی ہے تو یہ ان کے خلاف باقاعدہ طور پر move کریں کیونکہ یہ ایک criminal offence ہے، ان کے خلاف یہ درخواست گزاریں، ان لوگوں کے مدعی بنیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف مقدمہ بھی درج کیا جائے گا اور investigation کے بعد جو لوگ قصوروار ہیں، جن کی وجہ سے یہ پورا گھرانہ اس تباہی کا شکار ہوا ہے جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے۔ ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ اپنے طور پر تحرک کریں۔

میاں نصیر احمد: اس میں جناب سپیکر میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں نصیر احمد: اس میں چھوٹی سی بات add کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر علاقہ کے لوگوں نے احتجاج کیا اور محکمہ گیس نے یہ کہہ دیا ہے کہ دوبارہ اگر لوگوں نے احتجاج کیا تو پورے علاقے کی گیس بند کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر پانی کے مسئلے پر عام بحث ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ایک انتہائی important بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ important بات ایسی کریں جس سے اس معزز ایوان کے تقدس کو بھی کچھ نہ ہو اور یہاں کے معزز خواتین و حضرات میں بھی کوئی اضطرابی کیفیت طاری نہ ہو، یہی میرے خیال میں بہتر رہے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے اور میں اپنی بہنوں کو clear کر دوں گی، مجھے clarification کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن یہ مقدس ایوان ہے، میری غیر موجودگی میں یہاں پر جو باتیں کی گئیں، جو آج تقاریر کی گئیں اس سلسلے میں آپ سے سب سے پہلے یہ request کرنا چاہوں گی، التجا کروں گی اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کیونکہ میں اس وقت House میں موجود نہیں تھی، جتنی بھی تقاریر میرے خلاف کی گئی ہیں ان کو حذف کروایا جائے۔ میری بات بھی اگر آپ سن رہے ہیں تو مجھے اجازت دی جائے۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ہم خواتین ان کے مؤقف کی حمایت نہیں کرتیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کل جس topic پر شیخ علاؤالدین صاحب نے motion move کی تھی انہوں نے اجازت دی تھی کہ اس پر تجاویز دی جائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ ہم خواتین کی رائے نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: انہوں نے کہا تھا کہ یہاں پر تجاویز دینے کی اجازت دی جائے۔ جب ہمیں تجاویز دینے کی اجازت دی گئی تو میں آج بھی وہی بات کروں گی جو میں نے کل کہی ہے۔ اسلام میں مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو سوموار کو جب اس پر دوبارہ بات ہو گی تو ٹائم دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: اب آدھی خواتین جا چکی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں کسی عورت کو point out نہیں کروں گی۔ میں personally اپنے آپ کو point out کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ سوموار کو بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہاں میری بہنوں کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ اسلام کی رو سے چار شادیاں جائز ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: مرد چار شادیاں کر سکتے ہیں، اسلام میں جائز ہیں۔ اسلام کی حدود میں رہ کر میں آج اپنے husband کو پھر کہوں گی کہ وہ چار شادیاں کر سکتا ہے۔ اسلام میں چار شادیاں جائز ہیں۔ میں نے جو کل بات کہی تھی آج بھی وہی کہہ رہی ہوں۔ یہ اس پر depend کرتا ہے جو مرد ہے کیا وہ حق زوجیت پوری کرتا ہے۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرتا ہے؟ تو مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ میں نے یہ بات آپ کے نوٹس میں لانی تھی۔ بہت مہربانی

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! یہ ایک خالصتاً اسلامی مسئلہ ہے۔ میں آپ کو قرآن شریف کے حوالے سے ایک آیت quote کرنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ مثنیٰ وثلث وربع فان خفتم ا لا تعدلو فواحدۃ یہ اللہ کا حکم ہے کہ مثنیٰ تم دو شادیاں کرو ثلاث تین کرو وربع چار کرو۔ فان خفتم اگر تم ڈرتے ہوا لا تعدلو کہ تم انصاف نہیں کر سکتے۔ فواحدۃ تو پھر ایک کرو اور یہ اسلام کے نقطہ نظر سے عورت سے اجازت لینا کوئی نکاح کی شرط نہیں ہے۔ قانون کے مطابق تو ہے لیکن اسلام کے مطابق اس کی اجازت لیناضروری نہیں ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پانی کے مسائل پر عام بحث

جناب سپیکر: قانون موجود ہے۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر پانی کے مسئلے پر عام بحث ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب والا! پانی کے مسئلے پر ایک اہم بحث ہے اور اس وقت وزیر آبپاشی اور نہ ہی سیکرٹری آبپاشی تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب جو کہ ہمارے سینئر وزیر ہیں ان کے پاس آبپاشی کا محکمہ ہے، انہیں آج انتہائی ضروری کام کی وجہ سے اسلام آباد جانا پڑا ہے لیکن انہوں نے یہ میرے ذمہ لگایا تھا کہ میں اپنے اپوزیشن کے اور معزز ایوان کے جن دوستوں نے اس بحث میں حصہ لینا ہے، انہوں نے کہا تھا پارلیمانی سیکرٹری فائزہ احمد ملک صاحبہ وہ تمام points کو نوٹ کریں گی اور اس پر جو بھی اس House کی sense ہو گی، جو House سے اس مسئلے سے متعلق guidance provide کی جائے گی انہوں نے کہا کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ یعنی ایک تو قائد ایوان محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہاں پر on the floor of the House یہ بیان ہے کہ ہم پانی کے مسئلے پر کسی کے ساتھ نہ تو تجاوز کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے مؤقف سے ایک انچ بھی ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے اس کے مطابق آج جو points، جو guidance یہ House provide کرے گا انشاءاللہ گورنمنٹ بھی اور متعلقہ وزیر بھی اس کی پوری طرح سے پابندی کریں گے۔ فائزہ احمد ملک صاحبہ موجود ہیں وہ جو بھی points ہوں گے ان کو نوٹ کریں گی۔۔۔

جناب سپیکر: اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): اگر اس وقت پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ موجود نہیں ہیں تو میں معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی وہ بات کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ اس کو note down کیا جائے گا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس House میں جو بات ہو گی، جو discussion ہو گی اور اس کے بعد اس پر جو consensus ابھرے گا وہ بذات خود پنجاب کے مقدمے کو مضبوط کرنے کا باعث بنے گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میرے خیال میں پہلے آپ شروع کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! روایت تو یہی ہے کہ پہلے متعلقہ وزیر صاحب policy statement دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس وقت متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے، پھر کیا کریں؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! رانا صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ رانا صاحب کا محکمہ نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ policy statement دے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے policy statement دے دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! میں نے opening statement دے دی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے .on the floor of the House اس معزز ایوان کو جو یقین دلایا تھا کہ پانی کے مسئلے پر جو پنجاب کا مؤقف ہے ہم اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے اور اپنے اس مقدمے کو مزید موثر بنانے کے لئے argue کے لئے یہ معزز ایوان جو بھی guidance provide کرے گا انشاءاللہ اس کو بھی note down کریں گے اور اس کے تحت ہم اپنا مقدمہ بہتر بنائیں گے اور اسی کو آگے لے کر چلیں گے۔

جناب سپیکر: ان کے points آپ note کرتے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ اس دن وزیر اعلیٰ صاحب، پنجاب کا مؤقف واضح کر دیتے لیکن انہوں نے نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہی کہا تھا کہ جو بھی پنجاب کا مؤقف ہے ہم اس پر قائم رہیں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا تھا کہ اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے اور انہوں نے اس مؤقف پر قائم رہنے کی بات کی تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے صفائی نہ دیں، انہوں نے مؤقف واضح نہیں کیا تھا کہ مؤقف ہے کیا؟ اس اسمبلی کے اندر جتنے بہن بھائی بیٹھے ہیں میں

سب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کل ہمارا سندھ کے ساتھ پانی کی تقسیم پر ایک چھوٹا سا تنازع چل رہا ہے جو بڑا بھی ہو سکتا ہے- دنیا میں بہت ساری جگہوں پر پانی کے وسائل share کئے جاتے ہیں- جب میں اس پر تھوڑی سی ریسرچ کر رہا تھا تو میرے سامنے یہ آیا کہ اس وقت دنیا میں 200 سے زیادہ ایسے دریا ہیں جو دو یا زیادہ ملک share کرتے ہیں- تیرہ دریا ایسے ہیں جو پانچ یا اس سے زیادہ ملک share کرتے ہیں اور چار ایسے basins rivers ہیں جن میں Nile, and Neger Rivers Cango, Denu, جو نو یا اس سے زیادہ ملک share کرتے ہیں لہذا پانی کی تقسیم کا issue ساری دنیا کا issue ہے- جب Indian Subcontinent میں ہمارا ملک تقسیم ہوا، جب پاکستان اور انڈیا کے درمیان تقسیم ہوئی تو ہمارے دریا جو کہ انڈیا سے بہہ کر ہمارے پاس آتے ہیں پہلے پہلے 1948 کے اندر انڈیا نے یہ دریا بند کر دیئے تھے- انہوں نے دریائے ستلج، راوی اور بیاس بند کر کے ہمارے لئے major crisis کھڑا کر دیا اس کے بعد پاکستان اور ہندوستان نے آپس میں negotiations شروع کیں-

جناب سپیکر: آرڈر پلیز- آرڈر پلیز- دیکھیں اتنے important issue پر بات ہو رہی ہے- محترمہ! Be careful

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس کا تاریخی پس منظر اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر ہمارے پاس تاریخ سے بات سامنے آئے گی تو ہم اس کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے- 1952 میں ہماری جو انڈیا کے ساتھ negotiation چل رہی تھی جب اس میں کوئی پیشرفت نہیں ہو رہی تھی تو 1952 میں اس کے اندر ورلڈ بنک کو شامل کیا گیا جس کے نتیجے میں آٹھ سال کی negotiation کے بعد 1960 میں دو sovereign countries پاکستان اور بھارت کے درمیان Indus Water Treaty طے ہوا جس کے تحت جو مشرقی دریا ہیں یعنی کہ ستلج، بیاس اور راوی وہ انڈیا کو دے دیئے گئے اور جو مغربی تین دریا تھے جہلم، چناب اور سندھ / دریائے انڈس ہمارے حصہ میں آئے- اس Indus Water Treaty جسے ورلڈ بنک نے طے کرایا تھا اور دنیا اس کی ضامن ہے اور ہم اس کی violation کے لئے International Court of Justice میں بھی جا سکتے ہیں- میں آپ سب کے لئے اس Indus Water Treaty کا آرٹیکل 4 پڑھ کر سناتا ہوں- جس میں تحریر کیا ہے کہ:

Pakistan shall use its best Endeavour to construct and bring into operation with due regard to its expedition and economy that part of the system of works which will accomplish the replacement from Western Rivers and other sources of water supplies for irrigation canals in Pakistan which on 15th August 1947 were dependent on water supplies from the Eastern Rivers.

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے علاقے تھے جو Eastern Rivers سے پانی لیتے تھے۔ جب میں نے اس کے لئے تھوڑی سی ریسرچ کی تو یہ چیز سامنے آئی کہ نواب آف بہاولپور نے 1920 کے اندر اپنی ریاست میں ایک نہروں کا نظام بنایا اور اس وقت ریاست بہاولپور، ریاست بیکانیر اور انڈین پنجاب چونکہ یہ دونوں ریاستیں تھیں اور باقی پنجاب برطانیہ کے نیچے تھا ان دونوں کے درمیان 1920 کا Satluj Rally Tri Parted Agreement ہوا جس کے تحت پانی کی تقسیم ان تینوں stakeholders کے درمیان کی گئی۔ سکھر بیراج کا پراجیکٹ نواب صاحب کی نہروں کے نظام کے بعد آیا۔جب سکھر بیراج کا پراجیکٹ آیا تو اس وقت پھر پنجاب اور سندھ کے درمیان ایک tension ہوئی تو اس کے لئے ایک 1935 میں Endison Commission set up جو کہ Satluj Rally Project اور Sukkur Rally Project کے درمیان پانی کی تقسیم کے لئے چلا۔یہ معاملہ چلتا رہا اور اس میں اور بھی کافی سارے کمیشن بنے۔ 1932 میں ایک انکوائری کمیٹی بنی۔ پھر Endison Committee بنی پھر 1939 میں راؤ کمیشن بنا پھر پاکستان بنا تو اس میں بھی یہی چیزیں چلتی رہیں اور 1968 میں مسٹر اختر حسین کی سربراہی میں ایک اور کمیشن بنا جس نے ان معاملات کو دیکھا، پھر جسٹس فضل اکبر کی سربراہی میں ایک اور کمیٹی تعینات کی گئی انہوں نے بھی ان معامات کو دیکھا اور چلتے چلتے 1991 میں ایک اور Water Accord ہوا جس میں صوبوں نے آپس میں پانی کی تقسیم کی بات کی۔پانی کی تقسیم کے 1991 کے Water Accord میں ہم نے فیصلہ کیا کہ پانی کی تقسیم کی جائے گی اور اس 1991 کے Water Accord میں بھی جس طرح اس دفعہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ میں پنجاب نے قربانی دی اور اپنے

وسائل کا حق چھوڑا اسی طرح 1991 کے Water Accord میں بھی پنجاب نے اپنے پانی کے وسائل کے حق کی قربانی دی، وفاق بچانے اور اپنے سندھ اور بلوچستان والے بھائیوں کے ساتھ goodwill gesture کے اندر ہم نے اس کی شق نمبر 6 میں یہ طے کیا کہ اضافی پانی کے وسائل کے لئے storage بنانے کی ضرورت ہے۔ جب اضافی پانی کے storage کے وسائل بنیں گے جس میں کوئی نام نہیں لیا گیا اس وقت لچک چھوڑ دی گئی اور نام نہیں لیا گیا لیکن یہ واضح لکھا گیا کہ:

> The need for storages wherever feasible on the Indus and other rivers was ten million acre feet which was discussed at length and admitted and recognized by the participants for planned future agriculture development.

اس دس ملین ایکڑ فٹ کو شامل کر کے ہم ایک نمبر پر پہنچے کہ ہمارے پاس 114 ملین ایکڑ فٹ پانی اکٹھا ہو گا اور ہم اس کی تقسیم کریں گے۔ہمارے یہ estimates بھی up to mistake تھے۔جب میں نے اس پر تھوڑی سی ریسرچ کرنے کی کوشش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ 1922 سے لے کر 1961 کے چالیس سالوں میں انڈس، جہلم، چناب اور دریائے کابل جو دریائے سندھ میں ملتا ہے ان میں سالانہ 168 ملین ایکڑ مکعب فٹ پانی آ رہا تھا۔سال 02-2001 جو ہمارا خشک سالی کا سال تھا جب اس سال اس کا estimate کیا گیا اس کا measure کیا گیا تو صرف 91.13 ملین ایکڑ معکب فٹ پانی تھا جو کہ 45 فیصد کم ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس پانی کم ہوتا جا رہا ہے۔ جب تک ہم اضافی storage کی capacities نہیں بنائیں گے تو ہمارا پانی مزید کم ہوتا جائے گا اور جیسے جیسے پانی کم ہوتا جائے گا ہمارے ملک کے صوبوں کے درمیان جو ہم آہنگی ہے وہ بھی اس سے متاثر ہو گی۔ابھی تو ہم یہ بھی خبریں سن رہے ہیں کہ ہندوستان دریائے کابل پر افغانستان والوں کو ایک ڈیم بنا کر دے رہا ہے۔دریائے کابل ہر سال تقریباً 20 سے 25 ملین ایکڑ مکعب فٹ پانی دریائے سندھ کے اندر contribute کرتا ہے۔اس سے ہمارے اندر یہ مزید کمی آ جائے گی۔ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں کہ ہمارے پاس پانی کے وسائل کہاں سے آتے ہیں، ہمارے پاس melt glacier ہمالیہ پر سے ہو کر آتا ہے، ہمارے پاس مون سون کی

بارش اور پہاڑوں پر گرنے والی برف ہے۔ہمارے ہاں پانی کے یہ تین source ہیں۔ ہمارا 80 فیصد پانی جولائی، اگست اور ستمبر کے مہینوں میں آتا ہے۔ہمارے پاس تین مہینوں میں جو پانی آتا ہے ہم نے اسے جمع کر کے پورے بارہ مہینے استعمال کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں Indus Water Treaty کی بات کر رہا تھا اس کے آرٹیکل 5 کے اندر مغربی دریاؤں سے مشرقی دریاؤں میں لانے والا جو متبادل نظام بنانا تھا یہ چیز میرے علم میں نہیں تھی، میں تو یہ پڑھ کر حیران ہوا ہوں۔اس کا آرٹیکل 5 کہتا ہے کہ:

> In consideration of the facts that the purpose of the part of the system were referred to in Article 4 is the replacement from the Western Rivers and other sources of the water supplies for irrigation canals in Pakistan which on 15th August 1947 were dependent on water supplies from the Eastern Rivers. India agrees to fix contribution of pound starlings 62 millions and 60 thousands towards the cost of these works.

انڈیا نے 1960 سے لے کر 1970 تک دس installments کے اندر ہمیں وہ alternate نظام بنانے کے لئے پیسے دیئے جس میں دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی کے علاقوں سے جو پانی پینے والے علاقے تھے ان کے لئے ہم نے متبادل ذرائع بنانے تھے۔ہم دیکھیں کہ ہم نے وہ کیا متبادل ذرائع بنائے ؟ ہم نے اس میں منگلا ڈیم بنایا، ہم نے اس میں چشمہ پر reservoir بنایا، ہم نے اس میں تربیلا پر reservoir بنایا۔ ہم نے یہ تین reservoirs بنائے ہیں ان میں سے بجلی پیدا کرنا اس کا by product ہے۔یہ پانی کو store کرنے کے لئے بنائے گئے تھے تاکہ جن مہینوں میں ہمارے پاس پانی آتا ہے ان مہینوں میں ہم اس کو store کریں اور باقی سارا سال اسے استعمال کریں۔اب اس store کئے ہوئے پانی کو آگے کیسے لے کر جانا ہے؟اس کے لئے دریائے راوی پر سدھنائی کے مقام پر بیراج بنا،دریائے ستلج میں سائفن (siphon) بنا،دریائے چناب پر قادر آباد کے مقام پر ہم نے بیراج بنایا،دریائے جہلم میں رسول کے مقام پر بیراج بنا،انڈس پر چشمہ کے مقام پر بیراج بنایا گیا اور چناب پر مرالہ کے مقام پر بیراج بنایا گیا۔اب جب یہ barrages بن گئے تو ان کو آپس میں link کس

طرح کرنا ہے؟Western Riversکو South Eastern Punjab سے ملانے کے لئے تریموں، سدھنائی link canal بنائی گئی۔ سدھنائی، میلسی link canal بنائی گئی۔ میلسی بہاول link canal بنائی گئی۔ رسول قادر آباد link canal بنائی گئی۔ قادر آباد بلوکی link canal بنائی۔ بلوکی سلیمانکی۔II، link canal بنائی گئی۔ چشمہ جہلم link canal بنائی گئی اور تونسہ پنجند link canal بنائی گئی۔ آج ہمارے سندھ والے بھائیوں کو چشمہ جہلم link canal کے کھلنے کے اوپر اعتراضات ہیں، اس پر ان کی reservations ہیں۔ میں نے اس House میں ایک قرارداد بھی move کی تھی کہ ہم سندھ والے بھائیوں کو اپنا مؤقف بتائیں اور ان کے ذہن میں یہ جو ایک بدگمانی پیدا ہوئی ہے اس کو دور کریں۔ میں اس سلسلے میں یہ جو سارا case build کر رہا ہوں، آپ کو جو ساری تاریخ بتا رہا ہوں اس لئے بتا رہا ہوں کہ ہم کسی کا پانی نہیں لے رہے۔ ہمیں کسی کا پانی لینے کی ضرورت نہیں لیکن ہم اپنے حصے کے پانی کا دفاع بھی کریں گے۔ یہ جو link canals ہیں یہ Indus Water Treaty کے تحت بنی ہیں جو کہ دو sovereign states کے درمیان treaty ہے۔ اس پر اگر عملدرآمد نہیں ہوتا تو اس کے لئے ہم لوگ International Court of Justice میں جا کر یہ بات اٹھا سکتے ہیں کہ ہم سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آپ کو متبادل ذرائع سے پانی دیا جائے گا لیکن ہمیں وہ متبادل ذرائع سے پانی نہیں دیا جا رہا۔ منگلا، چشمہ اور جہلم کے جو water reservoirs بنے تھے ان کا مقصد پانی کو store کرنا تھا۔ میں بار بار سب بھائیوں اور بہنوں کو یہ چیز واضح کروں گا کہ بجلی بنانا اس میں سے اضافی فائدہ لینا ہے۔ ان کا اصل مقصد پانی کو store کرنا تھا جس کو ہم نے بعد میں بہتر طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق آج وہ silt up ہو کر 30 سے 35 فیصد اپنی capacity کھو چکے ہیں۔ کالا باغ ڈیم کے ساتھ اگر کسی کو کوئی جذباتی مخالفت ہے تو آپ اس کو کالا باغ ڈیم نہ کہیں بلکہ اس کو کوئی اور نام دے دیں۔ ہم اس کو کسی اور جگہ بنا لیں، کچھ کر لیں، کہیں پر بھی بنا لیں۔ ہم بھاشا ڈیم بنانے کی بات کرتے ہیں اس کی تو ابھی study ہونا باقی ہے۔ اس کی feasibility بنانے اور اس کا paper work بنانے میں ہی کئی سال لگ جائیں گے جبکہ کالا باغ ڈیم کا اس وقت تمام paper work مکمل ہے۔ اس کو صرف چالو کرنا ہے۔ ہم نے اس بارے میں جو misgivings ہیں ان کو دور کرنا ہے۔ جب ہمارے پاس زیادہ پانی ہو گا تو ہم تقسیم بھی زیادہ کر سکیں گے۔ جب ہمارے

پاس زیادہ پانی ہو گا تو پھر ہمارے سندھ والے بھائیوں کے لئے بھی زیادہ پانی میسر آئے گا۔جب rainy season آتا ہے، جس سال ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے اور پانی زیادہ آتا ہے تو ہم اس کو store نہیں کر سکتے اور وہ پانی سمندر میں بہا رہے ہیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم کسی کا پانی روک کر اس reservoir کو بھریں گے۔جس وقت flood ہو گا، جس وقت پانی زیادہ ہو گا اس وقت ہم اس پانی کو store کر لیں اور جب مشکل وقت آئے، جب پانی نہ ہو تو اس وقت ہم اس پانی کو استعمال کریں۔ہماری یہی استدعا ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! پانچ منٹ رہ گئے ہیں، اپنی بات کو wind up کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں، یہ اتنا اہم issue ہے، ہم چھوٹی چھوٹی باتوں کے اوپر اتنا سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں جبکہ یہ تو بہت اہم issue ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے، اس میں آپ اور ہماری سب کی بقا ہے۔اگر آج وقت تھوڑا ہے تو پھر اس معاملے پر بحث کے لئے ایک اور دن بھی رکھ دیں۔لغاری صاحب ماشاءاللہ بڑی محنت کر کے آئے ہیں۔قابل تحسین بات ہے۔آپ اس بحث کو Monday تک extend کر دیں۔ہمارے پاس اگر ریکارڈ نہیں ہے تو ہم اپنے آپ کو ان سے educate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یقیناً ان جتنی محنت شاید کسی اور نے نہ کی ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ایوان، محترم لغاری صاحب اور سید ناظم شاہ صاحب کے ساتھ یہ information share کرنی چاہوں گا کہ سینئر ایڈوائزر وزیر اعلیٰ پنجاب اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کی سربراہی میں ایک وفد کل سندھ جا رہا ہے۔یہ وفد اسی پانی کے مسئلے کے اوپر حکومت سندھ سے بات کرنے کے لئے جا رہا ہے۔کل 18 تاریخ کو جب وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف وزیر اعظم صاحب سے ملے ہیں تو وہاں پر یہ ساری بات طے ہوئی ہے۔جب وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی reservations ان کے سامنے رکھیں تو پھر اس پر طے ہوا کہ سندھ حکومت کے ساتھ پہلے اس delegation level پر بات ہو جائے اور پھر اس کے بعد وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کی سطح پر حتمی طور پر طے کیا جائے گا۔اس وفد میں چیف سیکرٹری صاحب

ہوں گے، سیکرٹری اریگیشن، سیکرٹری C&W ہوں گے اور پارلیمانی سیکرٹری اریگیشن، فائزہ احمد ملک صاحبہ جو کہ یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ بھی اس وفد میں شامل ہوں گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ آج ہی بہتر سے بہتر تجاویز on the floor of the House لے آئیں تو میرا خیال ہے کہ اس وفد کو بات کرنے میں بڑی آسانی ہو گی اس لئے محترم لغاری صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ تجاویز پر ذرا پہلے آ جائیں اور باقی باتیں کسی اور دن ہو جائیں گی۔ اگر آپ باقی دوستوں کو بھی تین یا پانچ منٹ کی limit رکھ کر وقت دے دیں تو بہتر ہو گا تاکہ ساری بات سامنے آ جائے۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ لغاری صاحب نے اس پر بڑی محنت کی ہے۔ ہماری یہ خواہش ہو گی کہ ان کو بھی اس وفد میں شامل کر لیا جائے، یہ پورے صوبے کے لئے بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: وہ وفد وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جا رہا ہے میری طرف سے نہیں جا رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر House کی sense ہو اور آپ کا حکم ہو تو میں یہ بات وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچا دوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے خیال میں لغاری صاحب خود بھی نہیں جانا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): بہرحال اگر لغاری صاحب جانا چاہیں تو most welcome ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب ناراض نہ ہوں تو لغاری صاحب کو جانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس پر کوئی ناراض نہیں ہو گا۔ اگر کوئی دوست جانا چاہئے تو most welcome اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ابھی وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کر لیتا ہوں۔ اگر کوئی جانا چاہئے تو اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں ہم اپنے صوبے کا فائدہ چاہتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سبھی لوگ فائدہ چاہتے ہیں۔وزیر قانون صاحب نے مجھے ابھی حکم صادر فرمایاہے کہ میں تجاویز کی طرف آؤں،تو میں اپنی تجاویز کی طرف آتا ہوں۔میری پہلی تجویز یہ ہے کہ ہمیں مزید additional storage کی ضرورت ہے،ہمیں پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے storage بنانے پر کام کرنا چاہئے۔دوسرا ایک کام جو کہ ہو چکا ہے،منگلا ڈیم کی raising ہو چکی ہے۔میں political point scoring کی بات کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔منگلا ڈیم کی raising ہو چکی ہے۔اس کو affective کرنے کے لئے،implement کرنے کے لئے اس کے جو متاثرین ہیں،وفاقی حکومت نے ان کو re-location کے لئے پیسے دینے ہیں۔وفاقی حکومت ان کو re-location کے لئے پیسے دے تا کہ جب پانی آئے تو منگلا کی جھیل زیادہ بہتر انداز میں بھری جا سکے۔آج بھی اخبار میں تھا کہ شاید آزاد کشمیر کی حکومت نے اس پر احتجاج کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم منگلا جھیل نہیں بھرنے دیں گے کیونکہ اس کے متاثرین کو ابھی تک پیسے ادا نہیں کئے گئے۔تو ہم وفاقی حکومت سے دست بستہ ہو کر گزارش کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے اس کے متاثرین کو پیسے دیں تا کہ منگلا کا جو کام ہو چکا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔اس کے بعد ہماری ایک بہت بڑی tragedy ہے کہ ہم اپنا 99فیصد پانی afficiently استعمال نہیں کرتے ہم پانی کو ضائع کرتے ہیں۔ہمارے پنجاب والے اور سندھ والے اکثر بھائی پانی ضائع کرتے ہیں۔میری گزارش ہے کہ ہم irrigation کرنے کے لئے بہتر management کریں۔ہم canals کی lining کے اوپر زور دیں۔ہماری حکومت کا ایک major initiative اسی چیز پر ہونا چاہئے کہ نہروں کی lining کی جائے تا کہ پانی ضائع نہ ہو۔پانی seepage ہوتا ہے اور seepage کے ساتھ پانی سیم علاقے میں آ جاتا ہے۔زمین کو پانی دینے کے لئے LASER levelling compulsory کر دی جائے اور must ہو۔نہر کا محکمہ اس آدمی کو پانی ہی نہ دے کہ جس نے LASER levelling نہ کروائی ہو۔یہ LASER levelling حکومت کر کے دے۔بہت سارے ایسے منصوبے ہیں،میں نام لئے بغیر کہتا ہوں کہ بہت سارے ایسے منصوبے ہیں جو شاید سیاسی لحاظ سے popular تو ہوتے ہیں،نعرہ بازی تو اچھی ہو جاتی ہے لیکن ان سے کہیں افضل،کہیں بہتر منصوبہ یہ ہے کہ compulsory LASER leveling شروع کی جائے۔حکومت پنجاب اس چیز پر war footing پر کام کرنا

شروع کر دے جس طرح عالم جنگ ہوتا ہے۔ جنگی بنیاد پر اسی چیز کے اوپر فوراً LASER levelling کرنی شروع کر دیں، پانی کے بہتر استعمال کے لئے modern technologies sprinkler irrigation irrigation and drip کے کچھ projects جو پچھلے کچھ سالوں سے آئے تھے لیکن ان کے لئے اتنی کم رقم رکھی گئی کہ اس کے ساتھ کوئی زیادہ فائدہ ہو سکا اور نہ اس کی تشہیر ہو سکی۔ میری یہ دو چار چھوٹی چھوٹی تجاویز ہیں مہربانی کر کے ان کو implement کروایا جائے۔ کوئی پچاس ملین سال پہلے دریائے سندھ نے بہنا شروع کیا تھا تو وہ ہمارے درمیان میں سے بہہ کر جاتا تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کسی دن کسی چینل کے ساتھ رابطہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سب سے محترم ایوان ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں ان تک پہنچانے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کو دعوت دے کر یہاں پر بلا لیں۔ سندھ والے ہمارے بھائی ہیں، وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر سندھ والے اپنے حقوق کی بات کریں گے تو ہم بھی اتنے گئے گزرے نہیں کہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: ایک بج چکا ہے، آج 12:30 بجے تک time تھا اور آج جمعہ بھی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! time آدھا گھنٹہ بڑھا دیں اور سارے دوست 3 اور 5 منٹ کے درمیان اپنی بات کو conclude کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ میں Penal of Chairman سے کہوں گا کہ وہ یہاں تشریف لے آئیں کیونکہ مجھے جانا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میجر صاحب! آپ حکم کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب چیئرمین! حکم نہیں، میں عرض کر رہا ہوں تاکہ آپ کی ٹانگیں نہ کانپیں۔ آپ کے سامنے ایک لسٹ پڑی ہے جنہوں نے اپنی priority کے لئے نام دیئے ہیں آپ ذرا اس کو مد نظر رکھئے گا تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی، میجر صاحب! ضرور۔ مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ یہ ٹانگیں کانپنے والے الفاظ delete کئے جائیں کیونکہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: چلیں، میجر صاحب بڑے بھائی ہیں، کوئی بات نہیں۔ مستی خیل صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے اور جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ آئندہ اگر کوئی جنگیں ہوئیں تو وہ پانی کی بنیاد پر ہوں گی اور اگر آج ہم نے ان تمام معاملات کو چھوڑ کر پانی کا مسئلہ حل نہ کیا تو مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اگر ہم نے کالا باغ ڈیم نہ بنایا، ہم نے اپنے پانی کے معاملات کو بہتر اور درست نہ کیا، خدانہ کرے، خدانہ کرے کہ پاکستان ایتھوپیا بن جائے۔ آج ہمارے حالات یہ ہیں کہ آج بیس بیس گھنٹے بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور جب پانی نہیں ہو گا تو پاکستان کی 75 percent population جو دیہات میں رہتی ہے، جو زمیندارے اور کاشت کاری سے منسلک ہے جب ان کے ہاں پانی نہیں جائے گا، جب بھوک، غربت اور ننگ بڑھے گی تو میں جو بات کہہ رہا ہوں یہ نہ ہو تو اس کے after effects کیا ہوں گے۔ حدیث شریف کے الفاظ بھی ہیں کہ "قریب ہے قریب ہے کہ بھوکا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔" بھوک، ننگ اور افلاس ایمان کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہے تو میں تجاویز کی جانب آؤں گا کہ سردار محسن خان لغاری نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ ہم اپنے حق پر جیو اور جینے دو کے قائل ہیں۔ ہم کسی کا حق لینا چاہتے ہیں، نہ اپنے حق پر compromise کریں گے۔ جنرل ایوب

خان نے sixties میں پاکستان کا جو بیڑا غرق کیا تھا ہمارے دریاؤں کو بیچ دیا تھا، پاکستان کی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ ان میں اتنا IQ level نہیں تھا کہ چالیس پچاس سال کے بعد ہندو جو بڑی مکار قوم ہے وہ پاکستان کو جنگ کے علاوہ اس مسئلے میں الجھا کر دیوالیہ اور بھوکا ننگا کر دے گی۔ انہوں نے آنے والے حالات کو نہ دیکھا جو آج ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ انہوں نے ایک اچھا کام بھی کیا تھا کہ سکارپ ٹیوب ویل شروع کئے تھے جو ناگزیر وجوہات کی بنیاد پر بند ہو گئے ہیں۔ یہ چونکہ federal subject ہے، اگر ہمارے House سے یہ سفارشات جائیں اور سکارپ ٹیوب ویل شروع کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی کافی بہتری ہو گی۔

جناب چیئرمین: سکارپ ٹیوب ویل تو ایک ڈکٹیٹر کا project نہیں تھا؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! اگر کوئی اچھا کام کرے اور بد قسمتی ہے کہ یہاں 37 سال تو ڈکٹیٹر رہے ہیں اور ہم جو یہاں بیٹھے ہیں، directly or indirectly ان سے منسلک رہے ہیں اور یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! جو لوگ ڈکٹیٹروں کے ساتھ directly or indirectly منسلک رہے ہیں وہ ضرور اپنی بات کریں باقی کسی کی بات نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! انہوں نے ضیاء الحق کو یہاں پر لا کر بٹھایا تھا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہے ہیں۔ آپ بیٹھیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میں میاں نصیر صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) سے ہوں۔ آپ حقائق کو change نہیں کر سکتے۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ آج 17 کروڑ عوام نے انگڑائی لی ہے اور آج ہم تمام ڈکٹیٹر شپ کے خلاف صف آراء ہیں۔

جناب چیئرمین: مستی خیل صاحب! آپ پانی پر بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! چونکہ وہ میرے شہری بھائی ہیں، ان کو تو پانی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم زمیندار اور کاشتکار لوگ ہیں، ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! آج لاہور شہر کے اندر پینے کے پانی کا زیادہ مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل بالکل، سب کو پانی کا مسئلہ ہے۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! ہم پہلے اپنی محرومیوں کا رونا رو رہے ہیں، جب یہ لوگ اوپر سے ہمیں چھتر مارتے ہیں تو ہم مزید رونا شروع کر دیتے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خدارا کالا باغ ڈیم بنایا جائے۔ کالا باغ ڈیم پاکستان کی شہ رگ ہے جیسے کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں سے پانی melt ہو کر آتا ہے۔ انڈیا نے ہمارے کشمیر پر قبضہ کیا ہوا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بڑے چالاک لوگ ہیں، ان کو پتا تھا کہ اگلے چالیس پچاس سال کے اندر یہ مشکلات اور یہ problems آئیں گی۔ ہم پنجاب والوں کو کالا باغ ڈیم کی رائلٹی کی ضرورت نہیں ہے اس کی رائلٹی سندھ اور ہمارے سرحد کے بھائیوں کو دے دیں، چاہے کالا باغ ڈیم کا نام بھی تبدیل کر دیں لیکن خدارا پاکستان پر رحم کریں پاکستان کو بچائیں اگر پاکستان کو نہیں بچائیں گے تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ پہلے چالیس سال تک ڈکٹیٹر پاکستان کو کھلواڑ سمجھتے رہے اور آج اگر ہم نے پانی کا یہ مسئلہ حل نہ کیا تو میں یہ prediction نہیں کرنا چاہتا کہ پاکستان کہیں ایتھوپیا نہ بن جائے۔ بہت مہربانی

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میں پہلے تجاویز کی طرف آؤں گی کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔ ہم جہاں جہاں percentages and ratio of qusics کی بات کرتے ہیں۔ اس میں ہماری actual حقیقت چھپ جاتی ہے۔ میں پنجاب کے دو بنیادی issues کو آپ کے notice میں لانا چاہتی ہوں۔ اگر آج ہم ارسا جو پانی کی تقسیم کو regulate کرتی ہے اس کے ممبران کی تعداد کو دیکھیں تو ہر صوبے کو ایک ایک ممبر represent کرتا ہے اور Federal member سندھ سے منتخب کیا جاتا ہے۔ اس پالیسی کے لئے سابقہ dictator نے directive issue کیا تھا جس کے ذریعے ارسا کا Federal member سندھ کا ہوتا ہے۔ اگر سندھ کے دو ممبران، ایک اور ممبر کو ساتھ ملا لیں تو تین ہو جاتے ہیں اور ایک ممبر پنجاب کا

ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑی unfairness ہے۔ یہ بھی dictator کی باقیات ہے اسے بھی آپ ختم کریں کیونکہ inherently constituency میں مسئلہ ہے تو پھر آگے پانی کی regulation صحیح کیسے ہو سکتی ہے؟ میں دوسرا issue یہ discuss کرنا چاہتی ہوں کہ اس کی constituency کو change کریں اور Federal member کو by regulation ہر سال change کیا جائے۔ It should not be from Sindh

جناب سپیکر! اس سال پنجاب میں گندم کا 25 ملین ٹن target ہے اور پانی کی constituency یہ ہے کہ 20 فیصد پنجاب کو ملے گا، 20 فیصد بلوچستان کو ملے گا، 20 فیصد سرحد کو ملے گا اور 40 فیصد سندھ کو ملے گا۔ اگر یہ constituency رہے گی اور 80 فیصد گندم کا target ہمیں دیا جائے گا تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اس target کو پورا کر سکیں گے؟ اس چیز کو notice میں لایا جائے، یہ unfairness ہے۔ اگر 80 percent output پنجاب سے لی جائے گی تو پھر پانی کی تقسیم بھی برابر ہی ہونی چاہئے بلکہ زیادہ ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات یہ کہوں گی کہ رحیم یار خان میں پانی کی بہت زیادہ کمی ہے۔ یہ جنوبی پنجاب میں آتا ہے۔ اس میں صحرا بڑھتا جا رہا ہے۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ پانی کی تقسیم سارے اضلاع میں بھی برابر کر دی جائے تاکہ کوئی ضلع یہ محسوس نہ کرے کہ ان کی ساتھ unfair treatment ہو رہی ہے۔ میری یہ تین requests ہیں ان کو kindly notice میں لایا جائے اور اس پر کچھ نہ کچھ عملدرآمد کروایا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترم میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں پانی کی بات کرتے ہوئے اپنی بات کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا۔ یہ وہ factors ہیں جو شاید ہمارے immediate control میں نہیں ہیں وہ foreign factors ہیں کہ پنجاب میں پانی کی کمی میں ہندوستان کا کردار ہے، دوسرا صوبوں کا کردار ہے اور پھر immediate control جس کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔ میں پہلی بات کو لیتے ہوئے یہ کہوں گا کہ جب انڈیا سندھ طاس معاہدے پر پوری طرح عملدرآمد نہیں کر رہا تو اس کے لئے ہم نے کوئی خاطر خواہ efforts آج تک نہیں کیں۔ میں اس کی مثال اس طرح دیتا ہوں کہ بگلیہار ڈیم کی بنیاد 1982 میں

رکھی گئی اور اس کی پلاننگ شروع کی گئی لیکن ہم نے 20 سال کے بعد اس پر شور شرابا کرنا شروع کیا۔ اسی طرح آج ہندوستان اپنے پہاڑوں کے اندر catchment area کے اندر مختلف reservoir بنا رہا ہے اور پھر وہ tunnels کے ذریعے پانی کو پنجاب کے میدانوں میں لے کر آئے گا۔ اگر ہم نے آج سے اس پر efforts شروع نہ کیں تو میرے خیال میں بہت دیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات ارسا کی composition پر کروں گا۔ مجھ سے پہلے محترمہ نے بھی یہ point out کیا ہے تو میں اس میں یہ تجویز دوں گا کہ ارسا کے اندر جو Federal کا نمائندہ ہے وہ یا کشمیر سے ہونا چاہئے یا گلگت بلتستان کے صوبہ سے ہونا چاہئے یا پھر اسلام آباد کی territory سے ہونا چاہئے تاکہ composition balance ہو جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک پانی کی preservation کا پنجاب کے اندر مسئلہ ہے تو اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ پنجاب حکومت Water Preservation Act بنائے اور پانی کے بچاؤ کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ میں مثال کے طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا total share پنجاب کا 37 فیصد کے حساب سے 53 ملین ایکٹر فٹ ہے جس میں سے صرف 11 ملین ایکٹر فٹ کار آمد ہوتا ہے اور ہم اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں باقی 42 ملین ایکٹر فٹ یا تو farms کے اندر ضائع ہوتا ہے یا راستے میں ضائع ہوتا ہے۔ ہم بات تو irrigation drip irrigation, pressure اور sprinkling irrigation کی کرتے ہیں لیکن اس کے اوپر حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور اگر اٹھایا ہے تو بہت سست روی سے کام کر رہی ہے اس کے لئے گزارش ہے کہ اس چیز کو footing war پر introduce کروایا جائے اور crop pattern change کیا جائے مثلاً گنا جس میں پانی کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے اس کو ختم کر کے اس کی جگہ وہ فصلیں لائی جائیں جن میں پانی کم استعمال ہوتا ہے اور آمدن زیادہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ بڑے ڈیم بننے چاہئیں لیکن جو ڈیم متنازعہ ہیں consensus کے ساتھ ان کی تعمیر کریں لیکن اس کا انتظار کرتے کرتے ہم چھوٹے ڈیم بنانے میں بھی دیر کر رہے ہیں ان کی تعمیر بھی war footing پر کی جانی چاہئے۔ آج حکومت پنجاب کو چاہئے کہ اگلے دو سال کے لئے target بنائے کہ ان دو سالوں میں جہاں جہاں بھی ممکن ہے ہم اپنے چھوٹے ڈیم مکمل کریں۔ اس کے

بعد ایک اور factor ہے جو کہ waste water جو کہ دریاؤں میں pollution کر رہا ہے اور فضاء میں بھی pollution کر رہا ہے اس پانی کو بھی زرعی مقصد کے لئے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تمام waste water کو treat کریں تو ہمیں تقریباً 4 ملین ایکٹر فٹ پانی زراعت کے لئے مزید دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس پر بھی ہمیں ضرورت ہے کہ war footing پر کام کیا جائے۔ اس کے علاوہ حکومت کو چاہئے کہ LASER levelling کے لئے subsidize scheme introduce کرائے جیسا کہ پہلے تجویز آچکی ہے کہ اس کو mandatory قرار دیا جائے کہ ہر زمیندار جس کو فصل لگانی ہے اس کے لئے ضروری ہو گا۔

جناب چیئرمین: میجر صاحب! wind up کر لیں، وقت بہت کم ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے جو تجاویز دینی تھیں وہ میں نے دے دی ہیں۔ آپ دوسروں کو بھی وقت دے دیں کیونکہ ڈیڑھ بجے نماز جمعہ کا وقت ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو ترقی یافتہ اور خوشحال اقوام ہیں جن میں سب سے بڑی مثال امریکہ کی ہے تو امریکہ اپنا 900 فیصد پانی سٹور کرتا ہے۔ زندگی کا دارومدار پانی کے اوپر ہے، ہمارا جینا مرنا، چلنا پھرنا پانی سے ہی بندھا ہوا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین! انڈیا بھی 300 percent سے زیادہ اپنا پانی store کرتا ہے لیکن ہماری بد قسمتی دیکھیں کہ ہم صرف 30 فیصد پانی store کر رہے ہیں۔ یہ باتیں میرے بھائی نے کر لی ہیں۔ چونکہ مقبوضہ کشمیر پر بھی ہندوستان قابض ہو گیا تو پانی کے حوالے سے ہماری شہ رگ اس کے قبضے میں آگئی۔ چلو، انڈیا نے سندھ طاس معاہدے میں تین دریا ہمیں دے دیئے لیکن اُس کے بعد یہ ہوا کہ آج بھی وہ اُن تین دریاؤں کے اوپر بند باندھ کر پانی روک رہا ہے۔ سندھ طاس معاہدے کے بعد ہی صوبہ

سندھ اور پنجاب کے پانی کی تقسیم کے حوالے سے یہ جھگڑا create ہوا تھا۔ اُس وقت ایک ادارہ اِرسا بنایا گیا تو اُس وقت یہ فیصلہ ہوا کہ 117.35 ملین ایکڑ پانی اس حساب سے تمام صوبوں کو دیا جائے گا لیکن بدقسمتی یہ رہی کہ 117 ملین اس معاہدے میں تو لکھا گیا لیکن اتنا پانی نہیں تھا اور صرف 105 ملین ایکڑ پانی تھا جو provide کیا جا سکتا تھا۔ اب اصول تو یہ ہے کہ جس قدر ہمارے پاس پانی موجود ہے اُس کی مقدار کے حساب سے فی ایکڑ distribution ضرورت کے مطابق کی جائے جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ پنجاب نے ہمیشہ بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے ہوئے قربانی دی اور اپنے حق کا پانی بھی سندھ کو دیا جبکہ آپ دیکھیں کہ پنجاب کی فی ایکڑ زرعی پیداوار سندھ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ پنجاب کی نہروں کا command رقبہ 20.78 ملین ایکڑ ہے جبکہ سندھ کا command رقبہ 12.8 ملین ایکڑ ہے، اسی طرح پنجاب کا کاشت رقبہ 25 ملین ایکڑ ہے اور سندھ کا 11.50 ملین ایکڑ ہے یعنی صوبہ سندھ کا کاشت رقبہ صوبہ پنجاب سے آدھا بھی نہیں بلکہ 40 فیصد سے بھی کم ہے۔ صوبہ سندھ میں 40.96 ملین ایکڑ فُٹ اور پنجاب میں 54.49 ملین ایکڑ فُٹ پانی دیا جا رہا ہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ پنجاب پہلے ہی اپنے حصے کا پانی سندھ کو دے رہا ہے۔ آج اگر ایک ٹیم نے سندھ جانا ہے تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ ہمیں لڑنا نہیں چاہئے بلکہ ہمیں table talk کے ذریعے، dialogue کے ذریعے معاملات کو حل کرنا چاہئے کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم نے اُن کو اصل مسائل اور حقائق بتانے ہیں اور انہیں convince کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے انہیں تجاویز بھی دینی ہیں کہ ہم اس مسئلے کو کیسے قابو پا سکتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ تجاویز دی جائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! وقت ذرا کم ہے please آپ تجاویز دے دیں کیونکہ ابھی کافی لوگ بیٹھے ہیں اور House کا وقت صرف پانچ منٹ رہ گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں صرف دو منٹ میں اپنی تجاویز ختم کر رہی ہوں۔ میں انڈیا گئی تو میرا سندھ روتان پاس اور گنگوتری تک جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے وہاں پر یہ دیکھا کہ ہر 10 کلومیٹر کے فاصلے پر انہوں نے اپنے دریاؤں اور چشموں پر ایک چھوٹا بند باندھا ہوا ہے، وہیں پر بجلی کے پلانٹ بھی لگائے ہوئے ہیں اور پھر اُس سے وافر مقدار میں پانی جب نیچے جاتا ہے تو 10 کلومیٹر پر پھر

ایک چھوٹا سا بند بنا دیتے ہیں جس سے بجلی بھی حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہاں آبادی بھی ہے اور کھیتی باڑی بھی ہوتی ہے۔ پھر جب پانی مزید بچتا ہے تو وہ نیچے چھوٹے ڈیموں میں اسے اکٹھا کر لیتے ہیں یعنی جب ان کا پانی پہاڑوں سے نیچے گرتا ہے تو وہ نیچے گرنے سے پہلے پہلے اس پانی کو جتنا استعمال میں لا سکتے ہیں، استعمال کر لیتے ہیں لیکن ہماری بدقسمتی یہ رہی ہے کہ ہمارے پاس پانی موجود ہے لیکن صرف سمندر کی نذر ہو رہا ہے اور تقریباً 35 فیصد سے زیادہ پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے۔ میں اس حوالے سے مشورہ یہ دینا چاہوں گی اور اپنی بہن سے کہوں گی کہ وہ اسے لکھ بھی لیں کہ اس قسم کی کمیٹیاں یا ٹیمیں تشکیل دی جائیں جس میں researchers and think-tank شامل کئے جائیں جو کہ ہمارے ملک میں جگہ جگہ اُن علاقوں کو دریافت کریں جہاں پر چھوٹے بڑے ڈیم بنائے جا سکیں جو feasible ہوں۔ اگر کالا باغ ڈیم نہیں بن پا رہا اور اُس کے لئے راستہ ہموار نہیں ہو رہا تو اس چکر میں ہم تو پیاسے مر جائیں گے اور آج ہم آنے والی نسل کو صرف پیاس دے رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے ڈیم تشکیل دینے کے لئے کوئی plan بنائے جائیں۔

جناب چیئرمین! میں نے دو باتیں عرض کی ہیں تو میرا مشورہ یہی ہے کہ ایک کمیٹی جو سندھ جا رہی ہے وہ اُن سے اچھے انداز میں بات کرے، پانی کے مسئلے پر بتائے اور انہیں یہ بھی convince کرے کہ اُن کے جو چشمہ جہلم لنک کینال پر تحفظات ہیں تو انہیں بتایا جائے کہ یہ اُسی وقت طے پا گیا تھا کہ تین دریا جو جنوبی پنجاب کو پانی دینے کے لئے ہیں، نہروں کے ذریعے انہیں پانی دیا جائے گا۔ سندھ والے اپنے حصے کے پانی سے زیادہ پانی لے رہے ہیں جبکہ اُن کی پیداوار بھی کم ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گی کہ ٹیمیں تشکیل دی جائیں جو ہنگامی بنیادوں پر کام کریں، پہاڑوں اور میدانوں میں جہاں جہاں پانی store کیا جا سکتا ہے اس کے لئے planning's کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترم مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ بہت ساری پہلے ہی technical باتیں ہو چکی ہیں اور میں چند general باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ جس طرح ہم کافی عرصے سے پنجاب کے اندر inequitable distribution of resources پر رونا رو رہے ہیں تو میرے خیال میں پانی کی تقسیم پر یہی رونا، رونا پڑے گا کہ یہاں پر بھی ہم favouritism کا شکار ہو

جاتے ہیں۔ میں گزارش صرف یہ کروں گا کہ محسن لغاری صاحب نے جو بات کی ہے میں اُس کو تھوڑا سا change کرتا ہوں کہ 1927 میں ریاست بہاولپور نے دہلی حکومت سے قرضہ لے کر ان نہروں کا نظام بنایا تھا اور 1945 میں ریاست بہاولپور نے اس کی آخری قسط ادا کی تھی۔ ضلع رحیم یار خان، ضلع بہاولپور اور ضلع بہاولنگر میں جو نہریں ہیں یہ ہمارے اوپر ریاست بہاولپور اور His Highness کا ایک احسان ہے لیکن اس میں حکومت پاکستان اور نہ حکومت پنجاب کی ہمارے اوپر کوئی مہربانی ہے۔ میں اب ذرا اپنے ضلع کی بات کرنا چاہوں گا کہ 90-1989 میں عباسیہ لنک کینال بنائی گئی تھی جس کا اگر آپ PC-I دیکھ لیں تو اُس میں بھی لکھا ہوا تھا کہ یہ emergency flood water canal ہے مگر 2006 میں چند مخصوص بااثر لوگوں نے چولستان کے اندر ہزاروں ایکڑ زمین خریدی جو کوڑیوں کے دام اُن کو صرف اس لئے ملی کہ اس کو آباد کرنے کے کوئی resources موجود نہیں تھے۔ انہوں نے زمین خرید کر 2006 میں عباسیہ لنک کینال کو مستقل بنیاد پر 12 مہینے چلایا۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ 2008 میں مئی کے مہینے میں جب ابھی بارشیں نہیں ہوئی تھیں اور ملک میں پانی کی کمی تھی تو ہم نے اس پانی کے issue پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں جاکر میٹنگ کی جس میں راجہ ریاض صاحب بھی موجود تھے تو ہمیں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سنایا گیا کہ ملک میں overall پانی کی کمی ہے لہذا ہم کیا کریں جس پر ہم نے کہا کہ ذرا statistics نکال کر ہمیں دکھائیں کہ کہاں پر کون سی نہر کس capacity پر چل رہی ہے۔ میری گزارش House کے سامنے یہ ہے کہ ہماری نہریں ہمیشہ سے ششماہی تھیں۔ گرمیوں سے لے کر سردیوں تک یعنی اپریل سے لے کر اکتوبر تک ہمیں پانی ملتا تھا اس کے بعد نہیں ملتا تھا مگر ہمارا اپریل سے اکتوبر تک جو ٹائم ہے اُس پر تو ہمیں power on ہونا چاہئے کیونکہ اُس period کے دوران تو ہمارا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا مستقل نہر والوں کا بنتا ہے۔ جب ہم نے اس میٹنگ میں discussion کی تو ہماری وہ تمام پرانی نہریں جو کتنے عرصے سے چل رہی ہیں جہاں پر لاکھوں لوگ آباد ہیں کوئی 37 percent capacity پر چل رہی تھی، کوئی 38 percent capacity پر چل رہی تھی، کوئی 39 percent capacity پر چل رہی تھی اور عباسیہ کینال 80 percent capacity پر چل رہی تھی۔ ہمارے ساتھ بار بار اس چیز کی زیادتی ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھی گیا تھا۔ میں نے ان کو پوری

فائل بھی دی briefبھی کیا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں ایک ہفتے کے اندر رپورٹ لے کر آپ کو بلا کر اس مسئلہ کے بارے میں بتاؤں گا کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور یہ زیادتی ہم نہیں ہونے دیں گے مگر صدارتی الیکشن آگیا اور ہمارا مسلم لیگ(ن) اور پیپلز پارٹی کا آپس میں ماحول کشیدہ ہوا جس کی بنیاد پر یہ مسئلہ بھی اس کی نذر ہو گیا۔ گزارش یہ ہے کہ وہ لوگ جو اتنے عرصے سے وہاں پر آباد ہیں ان کا حق بنتا ہے، ہمیں سردیوں کے چھ مہینوں میں ویسے ہی پانی نہیں ملتا تھا لیکن کم از کم پانی وہاں سے گزر تو جاتا تھا۔ اس طرح seepage کی وجہ سے ہمارا water table recharge رہ جاتا تھا۔ جہاں ہمارا water table 8/10 فٹ پر ہوتا تھا اور اب 70/80 فٹ پر جا رہا ہے۔ ہمیں ڈر اس بات کا ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں بہت سا کھارا پانی بھی موجود ہے وہ اس کی جگہ لے جائے گا۔ آپ عباسیہ لنک کینال کو دیکھ لیں کہ اس کے دونوں اطراف کی زمینیں سیم زدہ ہو چکی ہیں۔ آپ یہ بھی دیکھیں کہ 15۔ اپریل سے نہر شروع ہوتی ہے مگر یہ ہمیشہ ہماری نہر چلانے میں ایک ڈیڑھ مہینہ لیٹ کرتے ہیں اور15۔ اکتوبر سے ہمیشہ دو ہفتے پہلے بند کر دیتے ہیں اس طرح ہمیں چھ مہینے بھی نہیں بلکہ صرف چار مہینے پانی دیا جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے جو کہ ہو رہی ہے۔ چند مخصوص لوگوں کو فائدہ دینے کے لئے اتنے لاکھوں لوگوں کو جن کا ذریعہ معاش زراعت کے ساتھ منسلک ہے ان کو یہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ کاش! راجہ صاحب ہوتے ہم نے کئی دفعہ ان کے ساتھ رونا رویا ہے مگر انہوں نے اس پر آج تک کوئی توجہ دی ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب توجہ دے رہی ہے۔ یہ تقسیم سابقہ دور کی ہوئی ہے۔ کم از کم اس حکومت کو تو اس کا ازالہ کرنا چاہئے میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین: ابھی کافی لوگ باقی رہتے ہیں اور جمعہ کا وقت ہو گیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو سوموار تک کے لئے pending کر دیتے ہیں اور جو لوگ باقی رہ گئے ہیں وہ سوموار کو بات کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے اور میں آپ کی رولنگ کا ہمیشہ احترام کرتی ہوں۔ میں عرض یہ کروں گی کہ اس چیز کو ensure کیا جائے کہ جہاں پر دوسرے issues ہیں پانی کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔ پانی کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں ہے۔ سوموار کو یہ تمام لوگ جن کے نام موجود ہیں ان کو اپنی پوری بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: باقی چار پانچ نام ہیں، سوموار کو کھاد کے حوالے سے بحث ہے اس دن یہ چار پانچ لوگ جو بقایا ہیں وہ بات کریں گے اس کے بعد دوسری کارروائی شروع کی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! بے شک بعد میں کر لیجئے گا کیونکہ اگر بعد میں ہو گا تو جناب Chair پر تشریف رکھیں گے تو ہمیں پوری بات کرنے کا موقع مل جائے گا۔

جناب چیئرمین: آپ دعا کریں۔ انشاءاللہ میں ہی ہوں گا۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 22۔فروری 2010 سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔